نمبر ۱۰۴ | مورخہ یکم مارچ سنہ ۱۹۳۲ء | یوم شنبہ | مطابق ۲۲ شوال سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ۲۷۔فروری سے حرارت اور نزلہ کی شکایت ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ حضور کو صحت عطا فرمائے۔

صاحبزادہ وسیم احمد خدا کے فضل سے اچھے ہیں۔ مگر صاحبزادہ انور احمد کو ابھی پوری صحت نہیں ہوئی۔ گو پہلے سے افاقہ ہے۔ احباب دعائے صحت جاری رکھیں۔

۲۷۔فروری مولوی جلال الدین صاحب شمس کے اعزاز میں چوہدری عبدالرحمٰن صاحب سربراہ نمبردار نے دعوتِ طعام دی جس میں بہت سے اصحاب کو مدعو کیا گیا۔

چک سکندر ضلع امرتسر میں بہ سلسلہ تبلیغ مولوی محمد نذیر صاحب ملتانی کو روانہ کیا گیا۔

ایجنڈا مجلس مشاورت ۳۲ء اور بجٹ کے متعلق ضروری اعلان

۲۷۔فروری تمام جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کو ایجنڈا مجلس مشاورت اور بجٹ سنہ ۳۲ و ۳۳ء بھجوا دیا گیا ہے۔ احباب جماعت ان پر غور و خوض فرما کر اپنے نمائندوں کو اس قابل بنا کر بھیجیں۔ کہ وہ مجلس مشاورت میں ان کی صحیح طور پر نمائندگی کر سکیں۔ نمائندگان سے استدعا ہے۔ کہ وہ ایجنڈا اور بجٹ کو ہمراہ لے کر مجلس مشاورت میں تشریف لائیں۔ کیونکہ ان کی زائد کاپیاں یہاں سے دوبارہ نہیں مل سکیں گی جس کسی جماعت کو ایجنڈا اور بجٹ کی کاپیاں نہ پہونچیں۔ وہ اعلان ہٰذا ملاحظہ فرماتے ہی تحریر کریں۔ تاکہ بھجوا دی جائیں۔

سکرٹری مجلس مشاورت قادیان

نمائندگان مجلس مشاورت سنہ ۱۹۳۲ء

احباب جماعت کو ماہ جنوری کے ابتداء میں ہی اطلاع کی گئی تھی۔ کہ انتخاب عمل میں لا کر اپنے نمائندگان سے اطلاع دیں۔ مگر ابھی تک بہت کم جماعتوں نے اس طرف توجہ کی ہے۔ حالانکہ میعاد مقررہ بھی گزر چکی ہے۔ احباب جلد اجلاس کر کے نمائندگان سے اطلاع دیں اور انتخاب کے وقت حسب فیصلہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی یہ امر ملحوظ رکھیں۔ کہ ڈاڑھی منڈوانے والے صاحب کو نمائندہ منتخب نہ کریں۔

سکرٹری مجلس مشاورت قادیان

اخبار احمدیہ

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کو اطلاع

چونکہ آپ دفتر کو اطلاع دیئے بغیر کسی جگہ باہر رخصت پر تشریف لے گئے ہیں۔ لہٰذا بذریعہ اخبار آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ سیالکوٹ پہونچکر کام شروع کر دیں۔ نیز ۲۔ مارچ ۱۹۳۲ء کو بابا فضل تحصیل نارووال میں پہونچ جائیں۔ اس کے بعد ۹۔ مارچ شام تک شرکت مباحثہ کیلئے ڈیرہ غازی خان جا کر پھر سیالکوٹ میں ہی کام کریں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

ایک گمشدہ بچہ

یکم فروری ۱۹۳۲ء کو ایک بچہ میرے پاس پہونچا ہے۔ میں نے اس کو اپنے پاس روک لیا ہے۔ اگر اُس کے وارثان کو اطلاع ہو تو لے جائیں۔ نام اور حلیہ یہ ہے۔ قاسم علی شاہ ولد عبد الاکبر قوم پٹھان مدح خیل عمر ۱۰-۱۲ سال۔ رنگ سفید سُرخ۔ آنکھ، ناک موزون۔ بال بھورے ندارد زبان پشتو۔ صرف قرآن شریف پڑھ سکتا ہے۔ صرف والدہ حیات بتلاتا ہے۔ والد نہیں ہے بھائی اور بھاوجیں بتلاتا ہے۔ خاکسار محمد ظہیر الدین عباسی۔ احمدی۔ ساکن علی پور کٹرہ۔ ضلع مین پوری۔ یو۔ پی۔

درخواست ہائے دُعا

۱۔ مکرمی مولوی عبد المنان صاحب امیر جماعت احمدیہ کاٹھ گڑھ بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے احباب خاص طور پر دعا فرمائیں۔ ناظر دعوت و تبلیغ

۲۔ میرا بچہ محمد ابراہیم بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار شہاب الدین پکیوال۔

۳۔ میری بیوی اور بچے بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے دُعا کی جائے۔ خاکسار غلام احمد خان گوگیرہ

۴۔ میں عرصہ سے جلدی امراض میں مبتلا ہوں۔ احباب سے دعائے صحت کی درخواست کرتا ہوں۔ خاکسار شیخ محمد علی نشار انبالہ شہر۔

۵۔ میں ان دنوں محکمانہ مشکلات میں مبتلا ہوں۔ احباب دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ میری مشکلات کو دور فرمائے۔ خاکسار محمد یوسف علی ہیڈ ماسٹر لشاری ضلع منٹگمری۔

اعلان نکاح

عزیزم محمد ابراہیم خان سکرٹری مال کا نکاح راجہ حبیب اللہ خان صاحب جاگیردار و ذیلدار ساکن نونہ می کی دختر سے مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر پر ملا عبد الغنی صاحب نے پڑھا۔ خاکسار راجہ غلام محمد خان پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ چک المرج کشمیر۔

ولادت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۷۔ فروری ۱۹۳۲ء میرے گھر دوسرا لڑکا تولد ہوا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ مولا کریم مولود مسعود کو برکت والی لمبی عمر عطا کر کے سلسلہ احمدیہ کا فدائی بنائے۔ خاکسار سید صمصام الدین۔ کٹک۔

دُعائے مغفرت

میرے بھائی محمد اسماعیل صاحب نمونیہ سے فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب ان کی مغفرت اور ہمارے لئے صبر جمیل کے واسطے دُعا فرمائیں۔ خاکسار (ڈاکٹر) محمد رمضان۔ سری گوبند پور۔

۲۔ ۲۴۔ فروری ۱۹۳۲ء کو میری لڑکی مبارکہ عابدہ بیگم فوت ہو گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار محمد عبد اللہ۔ قادیان۔

کرشمۂ محبت

حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام

ذات تو یکتا دُرے در آب و تاب
خیرہ ماند از رُوئے خوبت چشم بد
از رُخ تو روشن ایں ظلمت کدہ
انتظار روئے خوبت مے کشید
از پئے دین جد البتی کسے
چوں نسیم عنبر افشانت رسید
عالمے مخمور شد از عشقِ تو
سکنات اطرافِ عالم را گرفت
با علامات چہ ماند چوں
گوئی سبقت فصاحت برد و
ابن مریم گر علاج چشم کرد
آلِ فارس گر بتو نازد رواست
طالب از تو یافت آں مقصود را
زاہد خود بیں گرت بیند چو ما
گر دہستم ساغر عشق تو بس
رُوح قدسی میل خود بیند بتو

عکسِ رویت پارہ کردہ صد حجاب
تیرہ کردہ حسن تو صد آفتاب
شاہدانت اندھیرا و ماہتاب
ملتے افتادہ در اضطراب
گلشنِ اسلام را دادی تو آب
جاں رسید اندر زمینے چوں سراب
کرد انکارت جہانے را خراب
گشتہ بر فتح دلہا کامیاب
کیقباد و خسرو و افراسیاب
شوخیٔ کلک تو ہست اندر شباب
از دم تو زندہ دلہا بے حساب
ہم بتو نازاں نسل بو تراب
کش حوالہ داد شیخ اندر کتاب
خرقہ انداز و کند سوئے شتاب
حاجتے دیگر ندارم با شراب
داند اندر راہ تو رفتن ثواب

خاکسار سید ابو الحسن قدسی

کابل کے ایک مخلص احمدی کی نماز جنازہ

۲۶۔ فروری بعد نماز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے عبد الحمید خان صاحب افغان کا اور مولا داد خان صاحب مدرس نواں پنڈ کی والدہ صاحبہ کا جنازہ غائب پڑھایا۔ عبد الحمید خان صاحب کے متعلق حضور نے فرمایا۔ یہ افغانستان کے رہنے والے تھے۔ اور ایک مشہور خاندان کے فرد تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ اس نے تمام بڑے بڑے خاندانوں میں احمدیت کو داخل کر دیا ہے۔ عمرا خان ایک بہت بڑے آدمی گزرے ہیں۔ ہندوستان کی تاریخ میں بھی ان کا نام آتا ہے عبد الحمید خان صاحب

مرحوم ان کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے [illegible]

ریویو آف ریلیجنز انگریزی کے چندہ سالانہ میں تخفیف

احباب کرام کو معلوم ہے۔ کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جاری کردہ رسالہ اور اس وقت ہم میں اخبارات و رسالہ جات سے واحد یادگار باقی ہے۔ جس کے متعلق حضور نے فرمایا کہ اس کے خریدار کم از کم دس ہزار ہونے چاہئیں۔ اس رسالہ کی اشاعت سے بلاد غربیہ میں اشاعت اسلام مقصود تھی۔ تا اس کے ذریعے سے لیظہرہ علی الدین کلہ کی قرآنی پیشگوئی پوری ہو۔ اسی لئے اس کا نام "دُنیا کے مذاہب پر نظر" رکھا گیا۔

ہمارا فرض ہے۔ کہ اس رسالہ کو زیادہ سے زیادہ شائع کریں۔ اور ہر مستطیع احمدی کو چاہیئے۔ کہ نہ صرف خود اگر پڑھ سکتا ہے۔ تو پڑھے۔ بلکہ اپنی طرف سے حسب استطاعت ایک یا اس سے زیادہ رسالے یورپ کی لائبریریوں میں مفت جاری کرائے۔ تا دین الحق۔ اور الھدیٰ ان اقوام میں ترقی کرے۔ اور حق و صداقت ان پر ظاہر ہو۔

حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اس رسالے کا چندہ سالانہ ہندوستان میں **بجائے سات روپے کے پانچ روپے سالانہ کر دیا گیا ہے۔** اور صرف کالج کے طلباء سے **ساڑھے تین روپے** لئے جائیں گے۔ پس تمام انگریزی دان اصحاب اس کے خریدار ہوں اور اپنے اپنے حلقہ واقفیت میں اس رسالے کے خریدار مہیا کریں۔ یہاں تک کہ کوئی گریجوایٹ انڈر گریجوایٹ اور عہدہ دار مسلم اس کے مطالعہ سے محروم نہ رہے۔

پھر جو ذی استطاعت ہیں۔ خواہ خود انگریزی نہ جانتے ہوں۔ وہ ایک ایک رسالہ اپنے خرچ پر یورپ کی کسی لائبریری یا کسی طالب حق غیر مسلم یا نو مسلم کے نام جاری کرائیں۔ تا ایک مبلغ بھیجنے کا ثواب ان کو ملتا رہے۔ اگر کوئی صاحب پورے سال کا چندہ نہ دے سکتے ہوں۔ تو تین ماہ۔ چھ ماہ کے لئے بھی جاری کرا سکتے ہیں۔ ہندوستان سے باہر اس کا چندہ سات روپے ہے۔ اس رسالہ میں ایک فوٹو بھی ہر مہینے دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور کاغذ و طباعت کا خاص اہتمام ہے۔ مضامین کے لئے بھی خاص سکیم مدنظر ہے۔ انگریزی نہ جاننے والوں کے لئے اس رسالہ کے مضامین کا ترجمہ اردو ریویو میں چھاپا جاتا ہے۔ اس کے خریدار بن جائیں۔ قیمت سالانہ تین روپے۔ طلباء سے دو روپے آٹھ آنے۔

(منیجر ریویو انگریزی قادیان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰۴ | قادیان دارالامان مورخہ یکم مارچ ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

فساداتِ کشمیر کے متعلق مڈلٹن رپورٹ

مسلمانانِ کشمیر کی مظلومیت نہ چھپ سکی

اصل رپورٹ کا انتظار

اگرچہ فساداتِ کشمیر کے متعلق مسٹر مڈلٹن آئی۔ سی۔ ایس کی رپورٹ کا خلاصہ کئی دن ہوئے۔ ایسوشی ایٹڈ پریس کی طرف سے شائع ہوچکا ہے۔ لیکن اس رپورٹ کے نتائج چونکہ مسلمانانِ کشمیر اور خود ریاست کے لئے خاص اثر رکھنے والے ہیں۔ اس لئے ہم نے اصل رپورٹ کی اشاعت کا یا کم از کم ریاست کی طرف سے رپورٹ کے اہم خلاصہ کی اشاعت کا انتظار کیا۔ مگر بہت دن گزر جانے کے باوجود نہ تو اصل رپورٹ دستیاب ہوسکی۔ اور نہ ریاست کی طرف سے اس کا خلاصہ حاصل ہوا۔ اس وجہ سے ایسوشی ایٹڈ پریس کے مہیا کردہ خلاصہ اور ہندو اخبارات میں شائع شدہ رپورٹ کے آخری حصہ کے ترجمہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہی اظہار رائے کیا جاتا ہے۔

تحقیقات کی نوعیت

سب سے پہلے ہم یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ مسٹر مڈلٹن کے ساتھ تحقیقات کے لئے کوئی کمیٹی مقرر نہ تھی۔ بلکہ اس کام کے لئے ریاست نے اکیلے مسٹر مڈلٹن کو ہی مستعار لیا تھا۔ اور انہوں نے جو تحقیقات کی۔ اور اس سے جو نتائج اخذ کئے۔ ان کے لئے وہ اکیلے ہی ذمہ دار ہیں۔

تحقیقات کا اہم حصہ

مسٹر مڈلٹن کے سامنے تحقیقات کا سب سے اہم حصہ مسلمانوں کے ہجوم پر گولیاں چلانے کے واقعات تھے۔ ان کے متعلق ایک تو یہ دیکھنا ضروری تھا۔ کہ آیا جائز ضرورت پر گولیاں چلائی گئی ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ مناسب حد تک چلائی گئی ہیں۔ یا بے احتیاطی سے کام لیا گیا ہے مسٹر مڈلٹن نے ان دونوں پہلوؤں کے متعلق اپنی رپورٹ کا جو خلاصہ شائع کیا ہے۔ اس کے اسلوب بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گو اس بارے میں ذمہ وار حکام کو بری الذمہ ٹھیرانے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے۔ تاہم ان کا دامنِ عمل مظلوم مسلمانوں کے خون سے داغدار نظر آتا ہے۔ اور مسٹر مڈلٹن کے الفاظ ہی ان کو قصوروار قرار دے کر مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ ان کے متعلق سخت سے سخت کارروائی عمل میں لائی جائے۔

شوپیاں کا حادثہ

رپورٹ میں جن چار مقامات پر گولی چلائے جانے کا ذکر ہے۔ ان میں سے صرف شوپیاں کے متعلق یہ قرار دیا گیا ہے۔ کہ فسادات کی روک تھام کے لئے جو کارروائی عمل میں لائی گئی۔ وہ حق بجانب تھی۔ اور لوکل مجسٹریٹ نے صورت حالات پر اچھی طرح کنٹرول پا لیا۔"

لیکن دوسرے مقامات کے متعلق حکام کو بھی زیر الزام رکھا گیا ہے شوپیاں کے واقعہ پر اس رنگ میں اس قدر زور دینے کی بھی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ وہاں فسادات کے دوران میں ایک پولیس افسر ہلاک ہوگیا تھا معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ اس کی ہلاکت کے واقعہ نے اس تشدد اور جبر پر پردہ ڈال دیا ہے۔ جو وہاں کیا گیا۔ اور مسٹر مڈلٹن کو حکام کی کوئی زیادتی نظر نہ آسکی۔ بہر حال اس واقعہ کو چھوڑ کر باقی حادثات کے سلسلہ میں مسٹر مڈلٹن ریاستی حکام کو فسادیوں کے مقابلہ میں امن قائم کرنے والے قرار دیتے ہوئے بھی انہیں بے قصور اور بے خطا ثابت نہیں کر سکے۔

مائی سیمہ بازار کا حادثہ

چنانچہ مائی سیمہ بازار (سری نگر) میں جو گولی چلائی گئی۔ اس کے متعلق انہوں نے لکھا ہے۔ گولی چلانی اس لئے ضروری تھی۔ کہ" مائی سیمہ بازار میں پولیس اور سوار ہجوم کو منتشر کرنے میں ناکام رہے۔ ایک پولیس مین اور سوار پر حملہ کیا گیا۔ ان کے ساتھیوں نے انہیں بچانے کی کوئی سعی نہ کی۔ ایک مجسٹریٹ مسلح پولیس لے کر وہاں پہونچا۔ اور گولی چلانے کا حکم دیا۔ تاکہ مجروح کنسٹبل کو بچایا جائے۔ اس کے پاس جس قدر جمعیت تھی۔ اسے پیش نظر رکھ کر وہ حق بجانب تھا۔ لیکن جب ہجوم منتشر ہوگیا۔ تو اس کے بعد بھی چند فائر ادھر اُدھر کئے گئے۔"

گویا ایک پولیس مین اور ایک سوار کے جو یقیناً ہتھیار بھی رکھتے ہوں گے ایک منتشر ہجوم میں پھنس جانے۔ ان کے ساتھیوں کو چھوڑ کر بھاگ جانے اور پھر مجسٹریٹ کے قلیل جمعیت کے ساتھ آنے کی وجہ سے گولی چلانی ضروری ہوگئی۔ تاکہ مجروح کنسٹبل کو بچایا جائے۔ مگر یہ ضرورت پوری ہوجانے کے بعد بھی ادھر اُدھر فائر کئے گئے۔ یہ سب باتیں ہجوم کی بجائے حکام کے خلاف ہیں۔

جامع مسجد کا حادثہ

گولی چلانے کا تیسرا واقعہ جامع مسجد سرینگر میں ظہور پذیر ہوا۔ اس کے متعلق لکھا ہے۔" ریاست کے اعلےٰ حکام جن میں گورنر۔ انسپکٹر جنرل پولیس۔ اور برگیڈیر افواج سری نگر بھی شامل ہیں۔ اس جگہ پہنچے لیکن انہوں نے فوج تعینات نہ کی۔ اور کوئی ایسی تجویز فیصل نہ کی۔ کہ اگر مسجد سے جلوس نکالا جائے۔ تو کیا کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ تمام افسران پولیس کی چوکی میں جمع ہوئے۔ جہاں سے وہ واقعات کی رفتار کو نہ دیکھ سکتے تھے خطرہ کا الارم دیا گیا۔ تو انہوں نے جلدی جلدی موقعہ پر پہونچکر دیکھا۔ کہ مسجد کے احاطہ میں ایک جلوس تھا جو کہ ان کے یقین کے مطابق شہر کی طرف کوچ کرنے والا ہی تھا۔ یہ یقین کرنے کی وجہ ہے۔ کہ وہ غلط فہمی میں مبتلا ہوئے۔ کیونکہ دراصل جلوس شہر سے وہاں پہونچا تھا۔ انہوں نے ہجوم کو منتشر کرنے کی سعی کی۔ ہجوم نے ان پر حملہ بول دیا۔ اور پولیس کو صحن کے کونے میں پسپا ہونا پڑا۔ چنانچہ ہجوم کو وہاں سے نکالنے کے لئے سوار منگوانا پڑے۔ اور جب یہ بھی مشکلات میں گھر گئے۔ تو رسالہ منگایا گیا۔ اور پلاٹون کمانڈر نے گولی کا حکم دیا۔ اور ایسی نازک صورت میں اس کی ضرورت تھی۔"

ان حالات سے بھی ظاہر ہے۔ کہ یہ ضرورت حکام کی غفلت اور بے تدبیری نے پیدا کی۔ اول تو انہوں نے باوجود جلوس کو روکنے کا ارادہ رکھنے کے اس کے لئے کوئی تجویز طے نہ کی۔ نہ کسی جگہ فوج متعین کی دوم موقعہ پر موجود نہ رہے۔ بلکہ پولیس کی چوکی میں جا بیٹھے۔ سوم جب وہ موقعہ پر پہنچے۔ تو انہیں اتنا بھی معلوم نہ تھا۔ کہ ہجوم مسجد سے شہر کی طرف جانے والا ہے یا لوگ شہر سے آکر مسجد میں جمع ہوئے ہیں۔ انہوں نے یہ سمجھکر کہ جلوس روانہ ہونے والا ہے۔ اندھا دھند اسے منتشر کرنا شروع کر دیا۔ اور آخر گولی چلانے تک نوبت آگئی۔

ان حالات میں گولی چلانے کی ضرورت پر خواہ کتنا ہی زور دیا جائے اس میں کلام نہیں۔ کہ اس ضرورت کے پیدا کرنے کا سارا الزام حکام پر عائد ہوتا ہے۔ نہ وہ غفلت سے کام لیتے۔ نہ پولیس کی چوکی میں بیٹھے رہتے۔ نہ لوگوں کو جمع ہونے دیتے۔ نہ جلوس نکلنے کا غلط خیال قائم کر لیتے۔ اور نہ ہجوم کے ساتھ ان کا تصادم ہوتا۔ پس مسٹر مڈلٹن نے یہ کہکر بہت بڑی ذمہ داری ان پر عائد کر دی ہے۔ کہ" اگر افسر معقول انتظام کرتے۔ اور موقعہ پر موجود رہتے تو فوج سے کام لینے کی ضرورت پیش نہ آتی۔"

اسلام آباد کا حادثہ

چوتھا مقام جہاں گولی چلائی گئی۔ اسلام آباد (اننت ناگ) ہے اس کے متعلق لکھا ہے:۔

"اننت ناگ میں بھی گولی چلانی اس لئے ضروری ہوگئی۔ کہ افسروں نے صورتِ حالات کا اچھا انتظام نہ کیا تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب ضرورت

پوری ہوگئی۔ تو اس کے بعد بھی گولی چلتی رہی۔ اور شدید طریق پر سنگینی کارروائی جاری رہی۔"

حکام کی مذمت

جامع مسجد اور اننت ناگ کے واقعات کے سلسلہ میں مسٹر مڈلٹن نے حکام پر بھی نکتہ چینی کی ہے۔ اور مؤخر الذکر مقام کے حکام کے متعلق تو مذمت کا اظہار کرتے ہوئے یہاں تک لکھا ہے۔ کہ "انہوں نے اپنے فرائض کو ادا کرنے میں کوتاہی کی۔ جو ان کی پوزیشن کی وجہ سے ان پر عائد ہوتی تھیں۔ ہجوم کو منتشر کرنے کی جو کوششیں انہوں نے کیں۔ ان میں خلوص دل نہیں پایا جاتا۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکام مشتعل ہو رہے تھے۔"

یہ ہے حکام ریاست کے اس طریق عمل کے متعلق مسٹر مڈلٹن کی رائے کا خلاصہ جو ایسوسی ایٹڈ پریس نے شائع کیا ہے۔ اور گو مڈلٹن رپورٹ مسلمانوں کے لحاظ سے نہایت ہی مایوس کن ہے۔ تاہم کہنا پڑتا ہے۔ کہ مسلمانان کشمیر کی مظلومیت سات پردوں کے اندر سے بھی پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہے۔ اور دنیا پر ظاہر کر رہی ہے۔ کہ با اختیار حکام نے اپنی بے تدبیری کا کیسا خطرناک اور پر ہیبت منظر دکھایا۔

سزائے تازیانہ

مڈلٹن رپورٹ کے خلاصہ میں سزائے تازیانہ اور جبراً تعظیمی الفاظ کہلانے اور ان میں ذرا توقف ہو جانے پر سزا دینے کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن ایسے رنگ میں کہ گویا کوئی قابل مذمت بات ہوئی ہی نہیں۔ مثلاً سزائے تازیانہ کو جھوٹی افواہوں کی روک تھام کے لئے ضروری قرار دیتے ہوئے اس بات کی تردید کی گئی ہے۔ کہ یہ سزا سر عام اس لئے نہیں دی گئی۔ کہ عوام پر ہیبت بٹھائی جائے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ "بدقسمتی سے دو روز تک نمائش کے میدان میں جو سزائے تازیانہ دی گئی۔ وہاں سڑک پر سے عوام کی نظر پڑتی تھی" سمجھ میں نہیں آتا۔ اس اقرار کے باوجود برسر عام سزائے تازیانہ دینے۔ اور عوام پر ہیبت بٹھانے سے کس طرح انکار کیا جا سکتا ہے۔ میدان نمائش گاہ کو جو چاروں طرف سے کھلا ہے۔ اور جس کے متصل لوگوں کو چلنا پڑتا ہے۔ کوڑے زنی کے لئے منتخب کرنا اگر عوام پر دہشت طاری کرنے کے لئے نہیں تھا۔ تو گویا ان کے لئے خوشنما منظر پیش کرنے کے لئے تھا۔ جن لوگوں نے یہ جگہ تجویز کی تھی۔ یقیناً ان کی وہی غرض تھی جس کی مسٹر مڈلٹن نے پردہ پوشی کرنے کی کوشش کی ہے۔

جبراً تعظیمی الفاظ کہلانا

باقی رہے وہ تعظیمی الفاظ جو مسلمانوں سے جبراً کہلائے گئے ان کے متعلق اگر مسٹر مڈلٹن مسلمانوں کی شہادتوں پر اعتبار نہ کریں۔ تو یورپین افراد کی شہادتوں کا انکار کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ مثلاً پادری بسکو (؟) و الیس پرنسپل مشن ہائی سکول سرینگر نے مسٹر مڈلٹن کے روبرو شہادت دیتے ہوئے کہا تھا۔ "میں نے دیکھا۔ کہ سپاہیوں سے مسلمان قیدیوں کو لاریوں میں لے جا رہے تھے۔ انہیں مجبور کیا جا رہا تھا۔ کہ "مہاراج کی جے" پکاریں۔ ان کو زدوکوب کیا جا رہا تھا۔"

اسی طرح لفٹیننٹ کرنل جانسن نے جو تحریری بیان دیا۔ اس میں فوجیوں کی چشم دید سختیوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے:۔

"فوجی سپاہی راہ گیروں کو "مہاراجہ کی جے" پکارنے پر مجبور کرتے تھے۔ اور دو آدمی جنہیں مارا جا رہا تھا۔ اور جن میں سے ایک تیس گز کے فاصلہ پر مکان کے بالائی حصہ میں تھا۔ اس لئے وحشیانہ سلوک کے مستحق ہوئے تھے۔ کہ انہوں نے بہت جلدی "مہاراجہ کی جے" نہیں پکاری تھی۔"

یہ شہادتیں بالکل واضح ہیں۔ اور نہایت معزز اور ذمہ وار یورپین اصحاب کی ہیں۔ معلوم نہیں۔ ان کو کیوں نظر انداز کر دیا گیا۔ اسی طرح ان اصحاب کی شہادتوں میں فوجیوں کے تشدد کے جو واقعات بیان کئے گئے تھے۔ کیوں انہیں بھی چھوڑ دیا گیا۔

ان حالات میں مڈلٹن رپورٹ کے متعلق مسلمانان کشمیر اور مسلمانان ہند میں بے اطمینانی کا پیدا ہونا لازمی امر ہے جس کا اظہار ہر طرف سے ہو رہا ہے۔ اور مسلمان یہ سمجھ رہے ہیں۔ کہ مسلمانان کشمیر جس دور مصائب و آلام میں گھرے ہوئے ہیں۔ اس سے نکلنے کے لئے ابھی بے حد آئینی جدوجہد کی ضرورت ہے۔

مڈلٹن رپورٹ اور ریاستی افسر

مسٹر مڈلٹن کی رپورٹ کے وہ اقتباسات پڑھ کر جو ہم نے اوپر نقل کئے ہیں۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ ریاستی حکام کو بری الذمہ قرار دیا گیا ہے۔ اور ان پر کوئی الزام نہیں رکھا گیا۔ لیکن ہندو اخبارات جہاں رپورٹ کے ان حصوں کو پیش کر کے مسلمانوں پر طعن و تشنیع کر رہے ہیں جن میں مسلمانوں کے خلاف رائے زنی کی گئی ہے۔ وہاں یہ بھی لکھ رہے ہیں۔ کہ مسٹر مڈلٹن نے ریاستی حکام کو بری قرار دیا ہے۔ چنانچہ "ملاپ" (۲۱ فروری) لکھتا ہے:۔

"مڈلٹن کمیشن نے نہایت صاف اور کھلے الفاظ میں بغاوت۔ اور شرارت کی تمام ذمہ داری مسلمانوں پر ڈالی ہے۔ اور ریاست کے افسران کو بالکل بری الذمہ قرار دیا ہے۔"

حالانکہ پلہ مساوی رکھنے کے لئے مسٹر مڈلٹن نے فریقین کے خلاف رائے ظاہر کی ہے۔ اور حکام کے رویہ کو قابل مذمت ٹھیرایا ہے۔ ہندوؤں کو صرف اس حصہ کو دیکھ کر خوش نہیں ہونا چاہئے۔ جو مسلمانوں کے خلاف ہے۔ بلکہ اس حصہ کو بھی دیکھنا چاہیئے۔ جس میں ریاستی حکام کے حسن تدبر۔ پیش بینی اور طریق عمل کی داد دی گئی ہے۔

ہندو مہاسبھا اور کشمیر

آل انڈیا ہندو مہاسبھا کی ورکنگ کمیٹی نے اپنے حال کے جلسہ منعقدہ دہلی میں مہاراجہ صاحب کشمیر کو یہ دھمکی دیتے ہوئے کہ "ہندو مذہب ترک کرنے والوں کو وراثت سے محروم کرنا اور گائے کشی کو روکنا آل انڈیا سوال ہے۔ اور تمام ہندو قوم اس میں کسی قسم کی مداخلت کو برداشت نہ کرے گی" یہ مطالبہ کیا ہے۔ کہ:۔

"کشمیر ریاست میں گڑبڑ کو پیش نگاہ رکھ کر کانسٹی ٹیوشنل کانفرنس اس وقت تک منعقد نہ کی جائے جب تک قانون اور ضابطہ بحال نہیں ہو جاتا۔ اور ہندوؤں کے اندر سلامتی و حفاظت کا اعتماد نہیں پیدا ہوتا۔"

یہ مطالبہ اس لحاظ سے بھی یقیناً دور از عقل و دانش ہے۔ کہ جب ریاست میں گڑبڑ کی وجہ ہی ناقابل برداشت طریق حکومت اور مروجہ قوانین ہیں۔ تو جب تک ان کی اصلاح نہ کی جائے۔ گڑبڑ کس طرح دور ہو سکتی ہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے۔ وہی مہاسبھا جو ایک طرف تو یہ کہہ رہی ہے۔ کہ جب تک ریاست میں قانون اور ضابطہ بحال نہ ہو جائے اس وقت تک قوانین اور طریق حکومت میں اصلاح کا خیال بھی دل میں نہ لایا جائے۔ وہی اپنے اسی اجلاس میں یہ قرارداد پاس کرتی ہے۔ کہ

"گورنمنٹ ہند کی سخت گیری کی پالیسی کے متعلق کمیٹی کی رائے ہے۔ کہ آرڈی ننس واپس لے کر سیاسی قیدیوں کو عام معافی دی جائے۔ نیز مہاتما گاندھی کو رہا کر دیا جائے۔ تاکہ باہمی اعتماد اور خوش اعتمادی کا نیا یگ (دور) شروع ہو۔ اور کانگرس کو تعاون کا موقع دیا جائے۔ اور گول میز کانفرنس کو کامیاب بنایا جائے۔"

ایک ہی معاملہ کے متعلق گورنمنٹ ہند اور ریاست کشمیر کو مختلف راہیں بتانے کی وجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ریاست میں جو لوگ مبتلائے مصائب و آلام ہیں۔ وہ مسلمان ہیں۔ اور حکمران طبقہ ہندو لیکن برطانوی ہند میں قانون شکنی کرنے والے اور حکومت کو درہم برہم کرنے کے لئے میدان میں آنے والے ہندو ہیں۔

کاش ہندو مہاسبھا والوں میں انصاف کا ایک ذرہ بھی باقی ہوتا۔ تا وہ اپنے اس افسوسناک طریق عمل پر غور کر سکتے۔ لیکن تنگدلی اور تعصب نے انہیں اس قدر اندھا کر رکھا ہے۔ کہ وہ جو کچھ اپنے لئے طلب کرتے ہیں۔ اس سے بھی بہت کم جب مسلمان طلب کریں۔ تو ان کی مخالفت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح سے ہندوستان کو آزاد کرانے کی درخواست

اخبار "ملاپ" (۱۸ فروری) مسلمانان کشمیر کی آزادی کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی مساعی کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"کیا ہی اچھا ہو۔ کہ مرزا صاحب ہندوستان کی آزادی کے لئے میدان میں نکلیں اور نہ صرف ریاستوں کو بلکہ تمام ہندوستان کو اپنی جماعت کی مدد سے آزاد کرائیں۔"

اس خواہش سے جہاں بالواسطہ یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مظلومین کشمیر کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کوششیں مخالفین کے نزدیک بھی خاص اثر رکھتی ہیں وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندوستان کو آزاد کرانے کا جو طریق گاندھی جی اور ان کے ہم نواؤں نے اختیار کر رکھا ہے۔ اس کی ناکامی واضح ہو چکی ہے۔ اور اب کسی...

احمدیت کے متعلق مضامین

صداقتِ مسیح موعود کا ثبوت ویدوں کے معیاں سے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خداوند تعالےٰ سے الہام پاکر یہ دعویٰ کیا۔ کہ آپ گیتا کی اس پیشگوئی کے مظہر اتم ہیں۔ کہ جب دنیا میں پاپ بڑھ جاتا ہے۔ اور دہرم پر ظلمت چھا جاتی ہے۔ تو اس وقت میں کسی انسان کے ذریعہ دنیا میں ظاہر ہوتا ہوں۔ خداوند تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بھی فرمایا۔ کہ تیری مہماں گیتا میں لکھی ہے۔ ان باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کرشن ثانی ہیں۔ اور ہندوؤں کا یہ اولین فرض تھا۔ اور ہے۔ کہ آپ کے دعویٰ کو ویدک دہرم کے معیاروں سے پرکھیں اور اس پر غور کریں۔ چونکہ تمام ہندوؤں کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ وید الشوری گیان ہے۔ لہٰذا میں ان پر حقیقت واضح کرنے کے لئے ویدک معیار ہی پیش کرتا ہوں۔ امید ہے۔ کہ ہمارے علم ہندو مترعموماً اور آریہ سماجی اصحاب خصوصاً اس پر ٹھنڈے ہردے سے وچار کرینگے۔

پہلا معیار

”سوم یعنی پرمیشور پاپی کو سہائتا نہیں دیتا ہے۔ نہ ہی اس کو جو اپنے آپ کو جھوٹ ہی کھشتر یہ کہتا ہے۔ وہ ظالم کو مارتا ہے۔ اور جھوٹ بولنے والوں کو مارتا ہے۔ دونوں ہی پرمیشور کی پھانس میں لٹکتے ہیں“

(رگوید - ۷ - ۱۰۴ - ۱۳)

اس منتر میں پرمیشور نے یہ بتایا ہے۔ کہ وہ جھوٹے کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اور ظالم کو بھی پھلنے پھولنے نہیں دیتا۔ بلکہ ظالم مار دیا جاتا ہے۔ اس ویدک معیار کے انوسار حضرت مسیح قادیانی کا دعویٰ کرشن ثانی برحق ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں۔ کہ وہ پرمیشور جو پہلے ظالموں کو مار دیتا تھا۔ اب ایسا نہ کرے۔ پس اس نے حضرت مسیح موعود کو بجائے تباہ کرنے کے آپ کی مدد اور نصرت کر کے یہ ثابت کر دیا۔ کہ آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں ؛

دوسرا معیار

”جو ستیہ ہے۔ اور سرل ہے۔ اس کی پرمیشور حفاظت کرتا ہے اور جو جھوٹ ہے۔ اس کو مٹا دیتا ہے“ رگوید (۷ - ۱۰۴ - ۱۲)

اس منتر سے بھی یہی منتریح ہوتا ہے۔ کہ جھوٹ بولنے والا آدمی مٹا دیا جاتا ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر مصیبت اور ہر آفت سے بچائے گئے۔ اور آپ کو کوئی مٹا نہ سکا۔ اس لئے آپ سچے ہیں۔ اور وہ لوگ جو ویدوں کو الیشور کرت مانتے ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ اگر سچے دل سے ویدوں کو الیشوری گیان مانتے ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئیں ؛

تیسرا معیار

”جو کسی سرل کو اپنی چالوں سے مارتے ہیں۔ اور اپنی وشت پر کر تینیوں بھلے کو دوش لگاتے ہیں۔ پرمیشور ان کو سانپ کو دیوے یا مرتیو کی گود میں دیوے“ (رگوید ۷ - ۱۰۴ - ۹)

اس منتر میں نقطہ سرل سے مراد وہ انسان ہے۔ جو پرمیشور کی طرف سے لوگوں کی ہدایت کے لئے آتا ہے۔ اس منتر میں یہ بتایا۔ کہ جب کوئی خدا کا فرستادہ دنیا میں آتا ہے۔ اور اس کے مخالف اس کو (مارنا) چاہتے ہیں تو ان کا کیا انجام ہوتا ہے۔ ہندوؤں میں سے سب سے پہلے پنڈت دیانند حضرت کرشن ثانی کی مخالفت پر کھڑے ہوئے ان کا انجام کیا ہوا۔ یہ کہ انہوں نے ہی زہر دیکر ختم کر دیا۔ اس کے بعد پنڈت لیکھرام مقابلہ پر آیا۔ اور حضرت کرشن ثانی کی پیشگوئی کے عین مطابق وہ ہلاک ہو گیا۔ اتھر وید کانڈ ۲ سوکت ۸ منترہ میں یہ بھی آتا ہے کہ ”دشٹ ہردے والے کی ہم پسلیوں کو توڑتے ہیں“ الیشور کا یہ کلام لیکھرام کے متعلق نہایت صفائی کے ساتھ پورا ہوا۔ اسی طرح اتھر وید کانڈ ۳ سوکت ۱۹ منتر ۳ میں آیا ہے۔ ”میں برہم سے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہوں۔ اور اپنوں کو اوپر لیجاتا ہوں یعنی ان کی حفاظت کرتا ہوں“؛

اے آریہ دہرم کے ماننے والو! اور اے ہندو دہرم کے انوئیو! آپ کی سیوا میں نویدن کرتا ہوں۔ کہ مذکورہ بالا ویدک منتروں پر غور کرو۔ اور حضرت کرشن ثانی کی صداقت پر ایمان لاؤ یاد رکھو۔ ”اس جنم میں الیشور کا گیان حاصل کر لیا۔ تو سمجھو جنم سپھل کر لیا۔ نہیں تو جنم اکارتھ ہے“ (تلوکار اپنشد ۲ - ۵) پس میری یہ ہمدردانہ نصیحت ہے کہ اگر جنم کو سپھل کرنا چاہتے ہو۔ تو کرشن ثانی کی شرن میں آؤ۔ اسی سے تم کو برہم گیان اور عرفان ملیگا۔ احمدیت کا اور دہرموں کی طرح وقتوں پر مدار نہیں۔ احمدیت ہی ایک ایسا سرل مارگ ہے جس کے ذریعہ ہم الیشور کو پا سکتے ہیں۔ احمدیت اور دہرموں کی طرح یہ نہیں کہتی۔ کہ پرمیشور جو سروشکتیمان ہے پہلے بولا کرتا تھا مگر اب گونگا ہو گیا ہے۔ بلکہ احمدیت یہ دکھاتی ہے۔ کہ خدا جو پہلے بولا کرتا تھا۔ اب بھی بولتا ہے۔ اور اپنے پیاروں کی پہلے کی طرح ہی سہائتا کرتا ہے۔ جیسے پہلے کیا کرتا تھا۔ احمدیت کا یہ سنہری اصول ہے کہ

اہی آتا آ آ جے الہم سے اکر یعنی انت اسہ مہاتما کا نام ہے بے حد گیان کا بھنڈار ہے۔ پرمیشور انسان کی لبدھت بڑھانے اور اپنے درجے پر پہنچانے کے لئے ہمیشہ مستعد ہے یعنی بر سکا سو بھاؤ کس گن ہے۔ اور اسی گن کو سپھل کرنے کے لئے ودیا کا پرکاش یعنی الہام کرتا ہے آؤ اس انت کی شرن میں آؤ۔ اسکی درگاہ میں گڑگڑاؤ کسی سے مدد مانگو۔ کیونکہ وہ کہہ چکا ہے

وفات مسیح ناصری علیہ السلام کا ثبوت پنجابی کتب سے

مسئلہ وفات مسیح علیہ السلام کے متعلق بعض پنجابی زبان میں تصنیف و تالیف کرنے والے اصحاب نے بھی اپنا عقیدہ ظاہر کیا ہے جس کے ثبوت میں ذیل کے چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ہمارے پنجابی بھائی اپنے بزرگوں کے عقیدہ سے آگاہ ہو کر ان کی ہمنوائی اختیار کریں۔

(۱) تفسیر محمدی منزل اول صفحہ ۲۴۷ میں آتا ہے ؎

جیں پیووے نال مثابہ بیٹا ہوندا شاک نہ کوئی
بے زندہ رب ہمیش نہ مرسی موت عیسیٰ نوں آئی

(۲) تفسیر محمدی منزل اول صفحہ ۳۲۰ پر زیر آیت ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل یوں درج ہے۔

یعنی جویں پیغمبر گزرے زندہ رہیا نہ کوئی
تویں محمد رہسے نہ دائم موت بندیاں سر ہوئی

(۳) پھر تفسیر محمدی منزل سوئم صفحہ ۲۲۹ پر زیر آیت والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون مرقوم ہے ؎

اوہ مردے ہن نہ زندے جنہاں نوں جن لوک پکارن
تے ناں انہاں خبر جو کداں اٹھسن مشرک پئے جھکھ مارن

یعنی خدا کے علاوہ جن کو پوجا جاتا ہے۔ وہ سب مردے ہیں۔ زندہ ہرگز نہیں۔ اب قرآن کریم سے ہی یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت مسیح کو خدا بنایا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو سورۃ المائدہ ع ۱۰ اور ع ۱۵ پس ثابت ہوا۔ کہ حضرت مسیح بھی دیگر معبودانِ باطلہ کی طرح مردہ ہیں

(۴) آدم تھیں تاں اس دم تائیں جتنی خلقت ہوئی
گھاٹی جان کندن سب لنگھے پاسے گیا نہ کوئی

دیکھو جلد خطب فیروزی صفحہ ۱۵ مطبوعہ ۱۳۲۴ھ اور احوال الآخرت صفحہ ۷ مطبوعہ ماہ رجب ۱۳۰۵ھ

۵ نبی ولی ہور عالم فاضل گزرے چنگ چنگیرے
بھی شاہ گدا ہور برے بھلے سب کیتے قبریں ڈیرے

دیکھو خطب فیروزی صفحہ ۹ مطبوعہ ۱۳۲۴ھ اور احوال الآخرت صفحہ ۲ مطبوعہ ماہ رجب ۱۳۰۵ھ

۶ ایہ دنیا جا ہے غفلت فناواں دہند و کار ہنیرا
نبی ولی ایتھ رہیا نہ کوئی کوچ کیتو نے ڈیرا } (احوال الآخرت ص ۹)

یعنی کوئی نبی اور ولی اس جگہ نہیں رہا سب دنیا سے کوچ کر کے مولائے حقیقی سے جا ملے

(۷) نبی بہتیرے اگے گزرے ثمر رہیا نہ کوئی ؛ تویں محمد لدھ رہا یا موت تمامیاں ہوئی (خطبات قادری صفحہ ۲۸۶ مطبوعہ ۱۳۱۹ھ زیر آیت ما محمد الا رسول)

یعنی سب انبیاء حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں ؎ پھر لکھا ہے ؎ ”ڈاہیا در شاہ سکندر دارا الدسدھایا داؤد سلیمان عیسیٰ موسیٰ ایسے پور لنگھایا“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق

پیر غلام فرید صاحب کے بیانات

قارئین "الفضل" کسی گزشتہ اشاعت میں جناب پیر غلام فرید صاحب کے مخلصانہ بیانات در بارہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھ چکے ہیں۔ اس مضمون میں جناب پیر صاحب کی تحریرات سے کچھ اور اقتباسات درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔

(۱) بعضے از علماء ظواہر کہ حاضر خدمت حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ نشستہ بود نسبت مرزا صاحب طعن کشادہ رد و انکار کرد۔ حضور خواجہ ابقاہ اللہ در جواب آں شخص فرمودند۔ نے نے۔ مرد صادق است۔ مفتری و کاذب نیست۔ ایں معاملہ جعلی خود ساختہ نیست" (اشارات فریدی ص۴۲)

یعنی جناب پیر صاحب کی مجلس میں بعض ظاہر پرست علماء نے حضرت مرزا صاحب کے خلاف اپنی زبان طعن دراز کی۔ اور آپ کے دعویٰ کا رد و انکار کرنے لگے۔ تو جناب پیر صاحب نے فرمایا۔ کہ ایسا نہیں۔ ایسا نہیں (یعنی یہ طعن وغیرہ اور انکار درست نہیں۔ کیونکہ) حضرت مرزا صاحب صادق ہیں۔ مفتری اور کاذب نہیں ہیں۔ ان کا دعوےٰ من گھڑت اور جعلی نہیں ہے۔

(۲) حدیث کسوف و خسوف کے جو معنی عام علماء کرتے ہیں۔ ان کی نسبت پیر صاحب موصوف فرماتے ہیں:۔

"مولویان وقت عقلانہ سوال کردند۔ کہ از حدیث شریف ایں معنی بر مے آید کہ از اول شب رمضان خسوف قمر شود و در ہمیں ماہ رمضان کسوف شمس گردد و ایں خسوف بتاریخ سیزدہم رمضان واقع گشتہ و کسوف بتاریخ بست و ہشتم رمضان بوقوع آمدہ ایں خلاف منطوق حدیث است۔ آں خسوف و کسوف دیگر خواہد بود۔ در زمان مہدی برحق وقوع یابد"

(اشارات فریدی صفحہ ۲۷)

یعنی موجودہ زمانہ کے مولویوں نے (حضرت مرزا صاحب کے متعلق) کو غلط قرار دیتے ہوئے یہ عقلانہ سوال کیا ہے۔ کہ حدیث سے تو یہ معنی ثابت ہوتے ہیں۔ کہ خسوف قمر رمضان کی پہلی تاریخ کو واقع ہوگا۔ اور کسوف شمس اسی ماہ رمضان میں لگیگا لیکن یہ خسوف قمر جو تیرھویں (چاند کی پہلی تاریخ کو) واقع ہوا ہے۔ اور کسوف شمس اٹھائیسویں رمضان کو وقوع میں آیا ہے۔ یہ حدیث کے الفاظ کے خلاف ہے وہ خسوف و کسوف اس وقت ظاہر ہوگا۔ جب مہدی برحق کا زمانہ ظہور پذیر ہوگا۔"

(۳) ایک دفعہ پیر صاحب موصوف اپنے چند احباب کے مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اسی اثناء میں حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے رسالہ فتح اسلام کے چند اوراق جو جلسہ اعظم مذاہب لاہور کے مضامین پر مشتمل تھے۔ ان کی خدمت میں پہنچے۔ پیر صاحب نے مولوی غلام احمد صاحب اختر کو یہ رسالہ پڑھنے کے لئے دیا۔ اور خود سننے لگے۔ اس موقعہ کے متعلق لکھا ہے:۔

"در دے عجب اسرار از معانئ قرآن شریف درج بودند۔ کہ عقل حیران مے شود۔ حضرت واجب البقاء ابقاہ اللہ تعالیٰ از سماع فرمودند و بسوئے حضرت قطب المومنین صاحبزادہ صاحب ادام اللہ تعالیٰ نظر فیض اثر کردہ تبسم مے فرمودہ گاہ گاہ بطرف آں دانشمند کہ نسبت مرزا صاحب گونہ انکار داشت نیز نظر فرمودہ نیز تبسم مے کردند گویا اشارہ مے نمودند کہ بشنوید چہ کلامیست۔ و چگونہ فصاحت و بلاغت است۔ و از اسرار و معانئ قرآن شریف چہ قدر درج شدہ است"

یعنی اس رسالہ فتح اسلام میں قرآن شریف کے ایسے معانی اور اسرار عجیبہ بیان کئے گئے ہیں۔ کہ جن کو سن کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے حضرت پیر صاحب اس رسالہ کو نہایت توجہ سے سنتے رہے۔ اور حضرت قطب المؤمنین صاحب پر اپنی نظر فیض اثر ڈالتے ہوئے تبسم فرماتے اور کبھی کبھی اس شخص کی طرف جو حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کا انکار کرتا تھا۔ نظر سے دیکھتے اور خوشی کا اظہار فرماتے۔ گویا آپ اس بات کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ کہ اس فصاحت و بلاغت سے مزین اور عجیب و غریب کلام کو سنو۔ کہ کس قدر قرآن کریم کے اسرار و رموز کو اس میں بیان کیا ہے"

(۴) "در دربار حافظ گموں سکنہ حدود گڑھی اختیار خاں نسبت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ناسزا گفتہ آغاز کردہ بود کہ چہرہ انور متغیر گردید بر آں حافظ بانگ زدند و زجر نمودند"

یعنی پیر صاحب کی مجلس میں مختلف امور کے متعلق باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ ایک شخص مسمی حافظ گموں ساکن حدود گڑھی اختیار خاں نے حضرت مرزا صاحب کی شان میں نازیبا الفاظ کہنے شروع کئے۔ جن پر پیر صاحب سخت برہم ہوئے۔ آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا۔ اور حافظ گموں مذکور کو ڈانٹ ڈپٹ کی۔

(۵) کسی دوران میں حافظ گموں نے حضرت مرزا صاحب کو برا بھلا کہنے کی وجہ بیان کرنے لگا۔ اس نے کہا۔ قبلہ پیر صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات و صفات اور حضرت مہدی موعود کے صفات وغیرہ (حضرت) مرزا صاحب میں نہیں پائے جاتے۔ تو پھر ہم یہ کس طرح تسلیم کر لیں کہ (حضرت) مرزا صاحب عیسیٰ و مہدی ہیں؟ اس کے جواب میں حضرت پیر صاحب نے فرمایا:۔

"اوصاف مہدی پوشیدہ و پنہاں ہستند آں چناں نیستند کہ در وہمے مردم نشستہ است چہ عجب کہ ہمیں مرزا صاحب غلام احمد قادیانی مہدی باشد۔ چہ در حدیث شریف آمدہ کہ دوازدہ دجال اند پس چنداں مہدی اند و در حدیث وارد شدہ است کہ عیسیٰ و مہدی یک است"

یعنی وہ اوصاف اور معیار جو اپنے دلوں میں لوگوں نے مہدی کے سمجھے ہوئے ہیں۔ وہ درست نہیں ہیں۔ کیونکہ مہدی کے اوصاف تو پوشیدہ ہیں۔ کوئی تعجب نہیں۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد مہدی ہوں۔ کیونکہ حدیث شریف میں لکھا ہے۔ کہ بارہ دجال ہوں گے لہذا اتنے ہی مہدی بھی ہونے چاہئیں اور حدیث میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ مہدی و عیسیٰ ایک ہی وجود ہے"

اسی دوران میں پیر صاحب نے فرمایا:۔

"چوں آنحضرت ظاہر شدند و مبعوث گردند بعض علامات را مطابق پندار و فہمے وہم خود ہا نیافتند پس بر آں کساں کہ امر آنحضرت صلعم مکشوف شد او شاں ایمان آوردہ اند و بر آں گروہ کہ مکشوف نشد انکار کردند۔ ہمچنیں است حال مہدی۔ پس اگر مرزا صاحب مہدی باشد۔ کدام امر مانع است" (اشارات فریدی ص۱۲۳-۱۲۴)

یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تھے تو بعض لوگوں نے اپنی سمجھ و فہم کے مطابق اپنے دماغ میں کچھ علامات مقرر کی ہوئی تھیں۔ بعض لوگ جن پر حقیقت منکشف ہوگئی۔ وہ تو آپ پر ایمان لے آئے۔ اور جن پر اصلیت نہ ظاہر ہوئی تھی۔ منکر بن کے زمرہ میں شامل ہو گئے۔ یہی حال مہدی کا ہے۔ پس اگر حضرت مرزا صاحب مہدی ہوں تو کونسا امر مانع ہے۔

یہ چند حوالجات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق میں پیر صاحب کے ان لوگوں کے لئے پیش کئے جاتے ہیں جو پیر صاحب سے عقیدت رکھتے ہیں۔ اور آپ کو نیک متقی اور خدا رسیدہ سمجھتے ہیں

خاکسار شیخ مبارک احمد مولوی فاضل

قبولیت دعا کا نشان

کچھ عرصہ ہوا، خاکسار کا بھائی سید احتشام الدین احمد مرض تپ دق کا شکار ہوگیا۔ حالات اس قدر خطرناک ہوتے گئے۔ کہ اطباء کے مشہور ڈاکٹروں اور اطباء نے لاعلاج قرار دیدیا۔ چونکہ خدا کے فضل سے آخری سانس تک مایوس نہیں تھے۔ اس لئے علاج سے پہلوتہی نہ کی۔ ادھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت اقدس میں خاکسار بار بار دعاؤں کے لئے عریضہ لکھتا رہا۔ ایک دفعہ تبرکاً کسی دوائی کے لئے بھی درخواست کی حضور نے جواب میں لکھوایا۔ "علاج تو وہی کر سکتا ہے۔ جو ہر وقت میسر ہو۔ میں دعا کرونگا۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائیگا۔" چنانچہ تقریباً ڈیڑھ ماہ کے اندر اندر مریض کو کامل صحت ہو گئی۔ (سید صمصام الدین احمد کشکی از کلکتہ)

تمدن اسلام

اسلام اور مسئلہ طلاق

طلاق کے لئے کڑی شرائط

مخالفین اسلام نے اپنے ذہن میں طلاق کا یہ مفہوم قائم کر کے کہ ایک مسلمان جب چاہے اپنی بیوی کو خانہ سے گھر سے نکال سکتا ہے۔ اسلام پر بے بنیاد اعتراضات کئے ہیں۔ حالانکہ اسلام نے طلاق کو جن شرائط اور ہدایات سے مشروط کیا ہے۔ وہ اس قدر کڑی اور سخت ہیں۔ کہ ان کی موجودگی میں بیوی کو طلاق دینا اسے گھر میں رکھنے سے بہت زیادہ مشکل ہے۔ اور ان کے ہوتے ہوئے کوئی عقلمند انسان حتی الامکان انتہائی مجبوری کے بغیر طلاق دینے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ بلکہ جہاں تک اس کے لئے ممکن ہو۔ وہ یہی کوشش کریگا۔ کہ طلاق دینے کی نوبت نہ آئے۔ اس کے لئے بعض شرائط اور حد بندیوں کا ذکر گذشتہ تمدن میں کیا جا چکا ہے۔ اور بعض درج ذیل ہیں

طلاق تین طہروں میں دی جائے۔

طلاق کے لئے اسلام نے یہ ضروری قرار دیا ہے۔ کہ تین طہروں میں دی جائے۔ یعنی تین بار ماہواری ایام آنے کے بعد کے ایام میں تین دفعہ طلاق دی جائے۔ یہ نہیں کہ یکایک جوش آیا۔ اور بیوی کو نکال کر گھر سے باہر کیا۔ اس قدر لمبا عرصہ رکھنے کا منشاء یہ ہے۔ کہ اگر پہلی بار کسی فوری جوش یا خاص وجہ سے متاثر ہو کر انسان اس قسم کا فیصلہ کر دے۔ تو بعد میں اس سے رجوع کر سکے۔ کیونکہ یہ بات انسانی فطرت میں داخل ہے۔ کہ ایک وقت وہ ایک خاص بات سے بہت زیادہ متاثر ہو جاتا ہے۔ لیکن بعد ازاں جوش کی حالت دور ہو جانے پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے تفصیلات معلوم ہونے اور قلبی کیفیت میں تبدیلی ہو جانے کی وجہ سے اس کا نقطہ نگاہ بدل جاتا ہے۔ اور وہی بات اسے ایک معمولی اور غیر اہم واقعہ نظر آنے لگتی ہے۔ یا اسے قابل درگزر قرار دے سکتا ہے۔ یا دوسرے رنگ میں اس کے متعلق سرزنش کافی سمجھ لیتا ہے پس اسی انسانی فاصلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام نے یہ ضروری رکھا ہے۔ کہ طلاق کا اعادہ قریباً ایک ایک ماہ کے وقفوں کے بعد تین بار کیا جائے۔ تب طلاق ہو سکتی ہے۔ اور اس دوران میں بیوی کا گھر میں موجود رہنا اور نہ صرف پہلی دفعہ بلکہ دو دفعہ طلاق دینے کے بعد بھی رجوع کر لینا جائز رکھا ہے غور کرنا چاہیئے کہ اگر اسلام کا مقصد یہ ہوتا۔ کہ مرد کو طلاق کے ذریعہ عورتوں پر پورا پورا تسلط اور جبر و تشدد کا موقعہ بہم پہنچائے۔ جیسا کہ بعض مخالفین کہتے ہیں۔ تو مصالحت اور رجوع میں اس قدر سہولتیں بہم پہنچانے کی کیا ضرورت تھی

مال واپس نہیں لیا جا سکتا

پھر اگر علیحدگی کے وجوہات اس قدر ٹھوس ہوں۔ اور اختلاف اتنی شدت اختیار کر چکا ہو۔ کہ ایک کافی عرصہ کے غور و فکر کے بعد بھی اتحاد کی کوئی صورت نظر نہ آئے۔ تو بھی اجازت ہے۔ کہ کامل علیحدگی اختیار کر لی جائے۔ لیکن وہ بھی اتنی آسان نہیں۔ جس قدر عام طور پر سمجھی جاتی ہے۔ اس کے لئے حکم ہے۔ کہ مرد نہ صرف بیوی کو پورا مہر ادا کر دے۔ بلکہ یہ بھی حکم ہے۔ کہ وان اتیتم احداھن قنطاراً فلا تاخذوا منہ شیئاً :۔ یعنی اگر تم نے اپنی بیوی کو ڈھیروں ڈھیر مال بھی دیا ہو تو اس میں سے ذرہ بھر بھی واپس نہیں لے سکتے ؛

تسریح باحسان

پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ فرمایا تسریح باحسان ہو یعنی نیکی اور مروت کے ساتھ رخصت کرو۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بطور احسان عورت کو کچھ اور بھی دینا چاہیئے۔ تسریح باحسان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام کے رو سے کوئی ایسی طلاق پسندیدہ نہیں ہو سکتی۔ جس میں نیکی اور احسان نہ پایا جائے۔ تسریح کے معنی عربی لغت میں اونٹوں یا دوسرے چارپاؤں کا چراگاہ کی طرف لے جانا ہے۔ اور انسان کے متعلق اس کے استعمال کے یہ معنی ہیں۔ کہ اسے ضرر اور نقصان کی حالت سے نکال کر اچھی حالت کی طرف لے جانا۔ اور قانون طلاق میں اس شرط کے رکھنے کا یہ مطلب ہے۔ کہ اگر حالات کی ناموافقت اس درجہ شدت اختیار کر چکی ہو۔ کہ باہم اکٹھا رہنا ایک مستقل مصیبت اور ضرر کا باعث بن جائے۔ اور جدائی اور علیحدگی گویا ضرر سے نجات حاصل کرنے کے مترادف ہو۔ تو اس صورت میں طلاق واقع ہونی چاہیئے۔

طلاق اندفاع ضرر کے لئے ہے

اس امر کے ثبوت میں کہ اسلام نے طلاق صرف اندفاع ضرر کی صورت میں جائز رکھی ہے۔ سورہ بقر رکوع ۲۹ کی آیت کریمہ واذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن فامسکوھن بمعروف او سرحوھن بمعروف ولا تمسکوھن ضراراً لتعتدوا سے بھی ملتا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ دو بار طلاق دینے کے بعد بھی اگر ممکن ہو۔ تو بیوی کو نیک سلوک کے ساتھ اپنی زوجیت میں لے آؤ۔ ورنہ تکمیل طلاق کر کے نیکی کے ساتھ الگ کر دو۔ ایسی صورت میں اس کو اپنی زوجیت میں ہرگز نہ رکھو۔ جس سے ایذا اور تکلیف پہونچے۔ اور جس کے نتیجہ میں تم اس پر زیادتی کرنے لگو۔ گویا اسلام کے نزدیک یہ امر پسندیدہ ہے کہ عورت کو نیکی اور حسن کے ساتھ رخصت کر دیا جائے۔ بجائے اس کے کہ اسے گھر میں اس طرح رکھا جائے۔ کہ اس کے لئے باعث تکلیف اور مستقل پریشانی ہو۔ اسلام نے نکاح کا منشاء ہی دراصل حسن معاشرت اور باہم الفت و محبت قرار دیا ہے۔ اور جب یہ مفقود ہو۔ تو خواہ مخواہ خلاف طبیعت ایک دوسرے کا پابند ہو کر رہنا اپنی زندگی کو تلخ بنانے اور ایک مستقل مصیبت مول لینے کے مترادف ہے۔ جس سے بہر حال علیحدگی دونوں کے لئے آرام دہ ہوگی۔

نباہ کی تاکید

طلاق کے متعلق اس قدر شدید اور کڑی پابندیاں عائد کرنے کے باوجود اسلام نے صاف اور صریح الفاظ میں طلاق کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے اور مردوں کو حکم دیا ہے کہ عاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیئاً ویجعل اللّٰہ فیہ خیراً کثیراً (النساء) یعنی عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے رہو۔ حتیٰ کہ اگر تم کو کسی وجہ سے اپنی بیوی ناپسند بھی ہو۔ تو بھی اسے نیک سلوک کے ساتھ اپنی زوجیت میں رکھو۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تمہیں ایک چیز ناپسند ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ وہ تمہارے لئے موجب خیر و برکت کر دے۔

عورت کو حق علیحدگی

پھر عورت کو یہ ہدایت فرمائی۔ کہ وان امراۃ خافت من بعلھا نشوزاً او اعراضاً فلا جناح علیھما ان یصلحا بینھما صلحاً والصلح خیر ۔ ۔ ۔ ۔ وان یتفرقا یغن اللّٰہ کلاً من سعتہ :۔ یعنی اگر عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے بے رغبتی اور زیادتی کا اندیشہ ہو۔ تو بھی اسے یہ نہیں چاہیئے۔ کہ یکایک علیحدگی حاصل کر لے۔ بلکہ صلح ہی اچھی ہے۔ ہاں اگر مصالحت کی صورت باقی نہ رہے تو جدائی ہو سکتی ہے اس آیت سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ حتی الوسع طلاق سے بچنا چاہیئے۔ وہاں یہ امر بھی واضح ہو جاتا ہے کہ عورت کو بھی علیحدگی حاصل کرنے کا حق اسلام نے دیا ہے۔ اور جب خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی اس کے لئے ناقابل برداشت ہو جائے۔ اور دیانتداری کے ساتھ وہ یہ سمجھ لے۔ کہ اب نباہ مشکل ہے تو وہ حق رکھتی ہے۔ کہ علیحدگی حاصل کرے جس کا نام خلع ہے

طلاق کے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار

غرضیکہ اسلام نے طلاق کو صرف بطور علاج رکھا ہے۔ یعنی جب میاں بیوی کا نباہ ناممکن ہو جائے۔ اور تمام مصالحانہ مساعی ناکام رہیں۔ تو وہ بجائے اس کے کہ خلاف طبیعت قیدیوں کی طرح زندگی بسر کریں بہتر ہے کہ علیحدہ ہو جائیں۔ اور اس مسئلہ پر جس قدر روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ وہ اس امر کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ کہ طلاق کا جواز کسی قسم کی عیش و عشرت یا جذبات نفسانی کی سیری کا ذریعہ نہیں اور اس غرض کے ماتحت طلاق یا ایک دوسرے سے جدائی اسلام کے مطابق جائز اور درست نہیں۔ بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صاف طور پر فرما دیا ہے کہ لعن اللّٰہ الذواقین والذواقات یعنی اللہ تعالیٰ نے ان مردوں اور عورتوں پر لعنت کی ہے جو لذت نفسانی خواہشات کی خاطر بار بار نکاح کرتے اور طلاق دیتے اور لیتے ہیں۔ بلکہ ائمہ سلف میں سے بعض

نظارتوں کے اعلانات

امراء و سکرٹریان تعلیم و تربیت توجہ فرمائیں

صیغہ تعلیم و تربیت کی سالانہ رپورٹ طیار کی جا رہی ہے سکرٹریان تعلیم و تربیت۔ اور جس جگہ ابھی سکرٹری تعلیم و تربیت علیحدہ مقرر نہ ہوئے ہوں۔ امراء و پریذیڈنٹ صاحبان کو چاہیئے۔ کہ تعلیم و تربیت کے متعلق سال زیر رپورٹ میں جو کچھ انہوں نے کام کیا ہے۔ اس کی جامع اور مختصر سی رپورٹ بہت جلد ۵ر مارچ ۱۹۳۲ء تک طیار کر کے دفتر میں بھجوا دیں۔ نا سالانہ رپورٹ میں مقامی انجمنوں کی کارگذاری کا ذکر کیا جائے۔ مندرجہ ذیل امور کا رپورٹ میں خاص طور پر ذکر کیا جائے۔

(۱) گذشتہ سال کی نسبت سال رواں میں کس قدر جماعت نے ترقی کی۔ (۲) جماعت کی دینی تعلیم کا مثلاً درس و تدریس۔ قرآن و حدیث اور کتب حضرت مسیح موعود کا کیا انتظام تھا۔ اور کون کون سی کتاب کا درس دیا گیا۔ مسائل شرعی کی واقفیت اور تعلیم مثلاً نماز و روزہ اور نماز با ترجمہ۔ پابندی نماز با جماعت کا انتظام وغیرہ وغیرہ

(۳) جماعت کے بالغ مردوں اور عورتوں کے خواندہ اور ناخواندہ کی تعداد اور ناخواندہ سے مراد جو بالکل لکھ اور پڑھ نہ سکتے ہوں یا ناخواندہ کی تعلیم کا کوئی انتظام کیا ہو۔ تو اس کا تذکرہ (۴) اخلاقی عیوب کی اصلاح کے لئے (جس کی تفصیل رپورٹ و مجموعہ ماہواری سکرٹریان تعلیم و تربیت میں ہوتی ہے) جو کوشش کی گئی ہو۔ اور جو نتیجہ نکلا۔ اس کا تذکرہ (۵) انتظام یتامیٰ و بیوگان کے متعلق تذکرہ (۶) افراد جماعت کے باہمی نزاعوں کے متعلق مصالحت کے لئے جو کوشش کی گئی۔ اور جو نتیجہ نکلا۔ اس کا ذکر

(۷) جماعت کی اخلاقی حالت وغیرہ

(۸) لجنہ اماء اللہ کے قیام اور انتظام اور نگرانی کے متعلق جو کوشش کی گئی ہو

(۹) لجنہ اماء اللہ کی علیحدہ رپورٹ بھجوائی جائے۔ جو خواتین نے دوران سال میں کام کیا ہے۔ ناظر تعلیم و تربیت قادیان

تبلیغی تنظیم ضلع شیخوپورہ

بابو محمد شفیع صاحب سکرٹری تبلیغ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ۲۰ فروری کو ضلع شیخوپورہ کی تمام احمدی جماعتوں کے نمائندگان کا بمقام شیخوپورہ تبلیغی تنظیم ضلع ہذا کی غرض سے اجلاس ہوا۔ جس میں باتفاق رائے مندرجہ ذیل عہدیداران منتخب ہوئے۔

(۱) نائب مہتمم تبلیغ ضلع شیخوپورہ۔ مولوی عطا محمد صاحب

(۲) ڈسٹرکٹ سکرٹری تبلیغ بابو سردار احمد صاحب

(۳) انسپکٹر تبلیغ تحصیل شیخوپورہ۔ بابو محمد شفیع صاحب

(۴) انسپکٹر تبلیغ تحصیل شاہدرہ حکیم احمد الدین صاحب

(۵) انسپکٹر تبلیغ علاقہ تحصیل شرقپور۔ سید ولایت شاہ صاحب

(۶) انسپکٹر تبلیغ تحصیل ننکانہ صاحب سید لال شاہ صاحب

(۷) انسپکٹر تبلیغ علاقہ تحصیل ننکانہ صاحب میاں روشن دین صاحب

میں اس انتخاب کی منظوری کا اعلان کرتے ہوئے۔ جملہ عہدہ داروں کو ہدایت دیتا ہوں۔ کہ ابھی سے عملاً کام شروع کر کے ۱۵ر دسمبر ۱۹۳۲ء تک صداقت سلسلہ احمدیہ کا پیغام اپنے ضلع کے تمام قصبات اور دیہات میں پہونچا دیا جائے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ سلسلہ احمدیہ

چند ضروری اعلان

(۱) ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ر مارچ ۱۹۳۲ء کو ڈیرہ غازی خان میں جماعت احمدیہ کا تبلیغی اغراض کے لئے شاندار جلسہ ہوگا۔ ارد گرد کی احمدی جماعتوں کو وہاں پہنچ کر جلسہ کو کامیاب بنانا چاہیئے علاوہ مہتمم تبلیغ علاقہ مولوی عبد الاحد صاحب کے دو اور مبلغ انشاء اللہ مرکز سے بھیجے جائیں گے۔

(۲) ضلع گوجرانوالہ کے نائب مہتمم تبلیغ میر محمد بخش صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل گوجرانوالہ سے جموں چلے گئے ہوئے ہیں ان کی جگہ شیخ غلام قادر صاحب تاجر چرم گوجرانوالہ بطور نائب مہتمم تبلیغ کام کر رہے ہیں۔ ضلع بھر کی احمدی جماعتوں کو ان کی ہدایات کے ماتحت تبلیغی کام کرنا چاہیئے۔

(۳) ریاست کپورتھلہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے مظلومان کشمیر کے لئے کوئی مبلغ چندہ وصول کرنے کی غرض سے تا حال نہیں بھیجا گیا۔ احباب جماعت احتیاط رکھیں۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

میسور سٹیٹ مسلم کانفرنس

میسور سٹیٹ مسلم کانفرنس کی مجلس منتظمہ کے اجلاس منعقدہ ۲۳ فروری ۱۹۳۲ء میں قرار پایا ہے کہ مسلم کانفرنس کا تیسرا سالانہ اجلاس بمقام میسور اوائل ماہ جون ۱۹۳۲ء میں منعقد ہو۔ ساتھ ہی تعلیمی کانفرنس اور اشاعت اسلام کانفرنس کا پہلا اجلاس بھی منعقد ہو۔

کانفرنس کے نائب صدر جناب محمد عباس سیٹھ صاحب ایم۔ ایل۔ سی۔ جناب محمد غوث پیر صاحب جائنٹ سکرٹری اور حکیم سید غوث محی الدین صاحب سے استدعا کی گئی۔ کہ مجلس استقبالیہ بنائیں۔ جس کو انہوں نے قبول کیا۔ رکنیت استقبالیہ کی فیس کم از کم پانچ روپے مقرر کی گئی ہے اور ملک میسور کے کل مسلمانوں کو فیس مقررہ ادا کرنے پر رکن استقبالیہ کمیٹی بننے کا حق ہے۔ خاکسار خلیل سکرٹری

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مساعی جمیلہ

علاقہ میرپور کے مسلمانوں کے لئے تعلیم کا انتظام

ریاست جموں و کشمیر کے مسلمانوں میں غربت اور پستی کی بہت بڑی وجہ تعلیم کی کمی ہے مثلاً علاقہ میرپور میں گنتی کے چند آدمی انٹرنس پاس ہیں۔ سیاسی حقوق کے حصول میں جو مشکلات پیش آ رہی ہیں ان کی ایک یہ بھی وجہ ہے۔ کہ لوگ عام طور پر تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔ اس دقت کو محسوس کرتے ہوئے نمائندہ "آل انڈیا کشمیر کمیٹی" نے انتظام کیا ہے۔ کہ اس سال یہ کوشش کی جائے کہ بہت سارے مسلمان طالب علم انٹرنس پاس کریں۔ چنانچہ اس مطلب کے لئے دو ڈبل گریجوایٹ جن میں سے ایک ولایت کے تعلیم یافتہ ہیں۔ انٹرنس کے مسلمان طالب علموں کو روزانہ پڑھاتے ہیں۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ دن رات کی محنت کے بعد تمام مسلمان طالب علم انٹرنس کے یونیورسٹی امتحان میں اچھے نمبروں پر پاس ہوں گے اور ان میں سے کئی ایک سرکاری وظیفہ حاصل کر کے اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں گے۔ (نامہ نگار)

میرپور کے مظلوموں کی امداد

میرپور شہر میں۔ پہاڑی علاقہ کے مصیبت زدگان جوق در جوق آ رہے ہیں۔ مولوی محمد یوسف صاحب و دیگر اصحاب ان کی رہائش۔ کھانے وغیرہ کا حسب توفیق بندوبست کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ لوگ بہت کثرت سے آ رہے ہیں۔ اس لئے اہل میرپور تمام اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے شہر میرپور میں مظلوموں کے کھانے و دیگر ضروریات کا بندوبست کر دیا ہے کمیٹی مذکور کی طرف سے ۲ وکیل ایک بیرسٹر کام کر رہے ہیں۔ نیز مندرجہ ذیل اخراجات کمیٹی مذکور بدستور سابق برداشت کرے گی۔

(۱) اخراجات مقدمات

(۲) فیس نقول وغیرہ

(۳) اخراجات واسطے پرورش بیوگان و یتامیٰ جن کے لواحقین فسادات میں فوت ہو گئے۔

(۴) تاروں وغیرہ کا خرچ جو وائسرائے مہاراجہ اور اسلامی اخبارات وغیرہ کو دی جاتی ہیں

میرپور میں "آل انڈیا کشمیر کمیٹی" بڑی فراخدلی اور انتظام کے ساتھ مظلومان علاقہ میرپور کی مدد کے لئے روپیہ خرچ کر رہی ہے۔ چنانچہ ۲۲ر فروری بروز سوموار کمیٹی مذکور نے مبلغ چالیس روپے مظلومین کے کپڑوں و خوراک وغیرہ پر خرچ کئے۔ اس وقت مہمان خانہ میں ۳۰ مصیبت زدگان ٹھہرے ہوئے ہیں۔ جن کی خوراک وغیرہ کا حسب توفیق بندوبست کیا جاتا ہے۔

نامہ نگار از میرپور

زمینداران پنجاب کی حالت زار اور سود کی لعنت

از ملک محمد اسلم خان صاحب ایم۔ اے (کیمبرج) بیرسٹرایٹ لاء گجرات

زمینداران پنجاب کا قرض اور سود

پنجاب کا سالانہ مالیہ حکومت کے تخمینہ کے مطابق پانچ کروڑ روپیہ سالانہ ہے ۱۹۲۵ء میں مسٹر ایم۔ ایل ڈارلنگ نے اپنی کتاب (دیہاتی کسان) میں تخمینہ لگایا کہ زمینداران پنجاب کے قرضہ کی تعداد ۹۰ کروڑ ہے۔ اس قرضہ پر انکا سود کا تخمینہ ۱۳ یا ۱۴ کروڑ سالانہ تھا جو کہ سالانہ مالیہ کا ۲ ہے لیکن جیسا کہ ذیل میں درج ہیں سالانہ سود کا یہ تخمینہ کسی حالت میں بھی درست نہیں تسلیم کیا جاسکتا۔ نوے کروڑ کے تخمینہ میں وہ رقمیں شامل نہیں ہیں۔ جو کہ سود لینے والی اقوام کی عورتیں زمیندار عورتوں کو دیتی ہیں۔ جن کی تعداد بجائے خود کئی کروڑ ہوگی۔ اور جن کا سود صوبہ بھر کے مالیہ سے کسی طرح کم نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں ۹۰ کروڑ کی رقم پر بھی سود کا تخمینہ ۱۴ یا ۱۵ فیصدی کے حساب سے لگایا گیا ہے۔ حالانکہ پنجاب کے دیہات میں سود کی شرح چالیس فیصدی سالانہ سے تین سو فیصدی سالانہ تک ہے۔ اور میں نے اپنی بیرسٹری کی پریکٹس کے دوران میں یہ بات نوٹ کی ہے کہ بعض اوقات ہنود ایسی اس صورت میں بھی چالیس فیصدی شرح سود کو زیادہ نہیں سمجھتیں۔ جبکہ فریقین کے درمیان شرح سود کے متعلق کوئی تصفیہ نہ بھی ہوا ہو۔ اور اسی شرح سود پر ڈگریاں دے دیتی ہیں۔ جن حالات میں قرضہ ضمانت پر ہو۔ اور کوئی چیز رہن بھی کر دی گئی ہو۔ سود کی شرح تیس چالیس سے عموماً کم نہیں ہوتی۔ کیونکہ سود پیشہ اقوام یہ نہیں چاہتیں۔ کہ زمینداران کو رہن پر قرضہ لینے کی عادت پڑے۔ اور وہ کم سود ادا کریں۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر چالیس فیصدی شرح کو بھی کم سے کم شرح سود قبول کیا جاسکے۔ تو بھی ۹۰ کروڑ پر سالانہ سود کی تعداد ۳۶ کروڑ روپیہ بنتی ہے لیکن ۱۹۳۰ء میں پنجاب بنکنگ انکوائری کمیٹی نے تخمینہ لگایا۔ کہ پنجاب کا زراعتی قرضہ اب ایک ارب بیالیس کروڑ روپیہ ہو چکا ہے۔ اور مندرجہ بالا شرح پر اس رقم کا کم سے کم سالانہ سود چھپن کروڑ اسی لاکھ روپیہ بنتا ہے۔ اگر ساتھ ہی یہ بات بھی فرض کر لی جائے کہ جو رقم زمیندار عورتوں کی طرف سے سود خوار اقوام کی عورتوں کو واجب الادا ہے واقعی اسی تناسب سے بڑھی تو اس پر کم سے کم سالانہ سود ڈیڑھ کروڑ چالیس لاکھ روپیہ ہو سکتا ہے۔ ایک ارب بیالیس کروڑ کے قرضہ کے سود میں اس سود کو جمع کیا جائے۔ تو صوبہ بھر کے زراعتی قرضہ کے سود کی سالانہ تعداد پچھتر کروڑ بیس لاکھ روپیہ بنتی ہے

ان حالات میں حکومت اپنے مطالبہ لگان (معاملہ) میں چاہے کس قدر تخفیف کر دے جب تک سود کا کچھ علاج نہ کیا جائے۔ زمیندار کی حالت بالکل نہیں سدھر سکتی۔ زمینداروں کی موجودہ مفلوک الحالی سرکاری ٹیکس اور معاملے وغیرہ نہیں ہیں۔ بلکہ سود خواروں کا حد سے زیادہ بوجھ ہے۔

زمیندار اور مالیہ کی تخفیف

پس اگر حکومت اپنا سارا مالیہ بھی معاف کر دے تو زمیندار کو اس سے کوئی خاص رعایت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس کے اوپر تو بوجھ سود کا ہے۔ اور اگر مالیہ میں کسی قسم کی معافی کی گئی۔ تو ساتھ ہی تعلیم پر جو کہ زمیندار کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اور انجمن ہائے امداد باہمی وغیرہ پر روپیہ کم خرچ کیا جائیگا۔ جس کا نقصان اگر دور اندیشانہ نظر سے دیکھا جائے تو زمینداروں کو ہی پہنچتا ہے۔ اب کے سال حکومت نے مالیہ میں کچھ تخفیف کی۔ لیکن ساتھ ہی تعلیم پر جو روپیہ پنجاب میں خرچ کیا جاتا ہے۔ اس میں سولہ لاکھ کے قریب تخفیف کر دی گئی۔ چونکہ تعلیم میں کسان ہی اور خصوصاً زمیندار پیچھے ہیں اس لئے ظاہر ہے۔ کہ اس تخفیف کا نقصان بھی زیادہ تر اسی طبقہ کو ہوگا۔ یہ بات البتہ درست ہے۔ کہ سود خوار طبقہ پر جتنے ٹیکس ہونے چاہئیں اتنے نہیں ہیں۔ اور وہ ملک کے خزانہ میں زمینداروں کے مقابلہ میں بالکل کچھ ادا نہیں کرتے۔ زمینداروں کے پانچ کروڑ سالانہ مالیہ کے بالمقابل پنجاب کے جملہ انکم ٹیکس ادا کرنے والے اسی کے قریب روپیہ ادا کرتے ہیں حالانکہ زمینداروں کی آمدنی کا ان کی آمدنی سے کوئی مقابلہ ہی نہیں۔

زمینداروں کی حالت کس طرح سدھر سکتی ہے

بہرحال زمینداروں کی حالت اسی تدبیر سے سدھر سکتی ہے کہ سود خواری کے متعلق جو قوانین ہیں وہ بدلے جائیں۔ اور ان کی بجائے ایسے قوانین ہوں۔ جو انسانیت کے معیار پر پورے اتر سکیں آج کل زمیندار اگر اپنے قرضوں سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ تو اس کی یہ وجہ نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے قرضوں کی ادائیگی سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ وہ تو چار چار پانچ پانچ گنا روپیہ واپس بھی ادا کر دیتے ہیں۔ لیکن قرضہ اس وجہ سے ویسے کا ویسا باقی رہتا ہے۔ کہ سود کی حد سے زیادہ شرح اس کی مکمل ادائیگی۔ اور اس سے سبکدوشی ایک ناممکن امر بنا دیتی ہے۔ اور زمیندار کی آمدنی کے اس حصہ کے علاوہ جو کہ صرف اس کے کھانے پینے کے اخراجات کا کفیل ہو سکے۔ اس کی تمام آمدنی کو سود خوار کی جیبوں میں ڈال دیتی ہے۔

حکومت کو کیا کرنا چاہئیے؟

زمیندار اس قدر مقروض ہو چکے ہیں۔ کہ ان کی فلاح و بہبود کی کوئی سکیم اب اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ وہ ان کی مقروضیت کے مسئلہ کا بھی حل پیش نہ کر سکے۔ حکومت کو چاہئیے۔ کہ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل ذرائع پر کاربند ہو۔

شرح سود مقرر کی جائے

سود کی شرح قانون کے ذریعہ سے مقرر کر دی جائے اور ہندوستان کے خصوصی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس ملک میں سود در سود کا رواج بالکل ممنوع قرار دیا جائے۔ علاوہ بریں ہر قرضہ کی رجسٹری لازمی کر دی جائے۔ تاکہ رجسٹرار کے سامنے سارا روپیہ وصول ہو۔ اور سود خواروں کے لئے اس بات کا امکان نہ رہے۔ کہ جو رقمیں وہ دیتے ہیں۔ ان سے زیادہ کے تمسک لکھوا لیں۔

اصل سے زائد سود وصول کرنے کی اجازت نہ ہو

ایک خاص شرح سود سے زیادہ پر جو قرضے بڑھے ہیں۔ ان میں ان تمام قرضوں کو ناواجب الادا قرار دیا جائے جن میں کہ اصل رقم سے جو کہ شروع میں دی گئی تھی۔ زیادہ روپیہ قرضخواہ کو وصول ہو چکا ہے۔

تین سال کے قرضوں میں تخفیف کیجائے

چونکہ تین سال میں جنسوں کی قیمت پہلے کی نسبت تقریباً ½ ہو چکی ہے اس لئے زمینداروں کی طرف سے جو قرضے واجب الادا ہیں۔ ان میں کم از کم ۳۳ یا ۴۰ فی صدی کی تخفیف کی جائے۔

دیوالیہ کا طریق

آجکل اکثر زمیندار مقروض ہیں اور سوائے ان کی اراضی اور رہائشی مکانوں کے جو کہ زراعتی مقاصد کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ انکے پاس کوئی شے نہیں لیکن قرضے ان پر بہت زیادہ ہیں۔ اور قرضوں کی تعداد کیوجہ صرف سود در سود کا سسٹم ہے اگر وہ بحیثیت دیوالیہ عدالتوں کے سامنے جائیں اور دیوالیہ کی درخواست دیں تو ان کا رہائشی مکان اور انکی گزارہ کیلئے زمین انہیں مل جائیگی اور گزارہ سے زیادہ جو زمین ہوگی۔ اسکا متاجری کا جو کچھ روپیہ وصول ہو۔ وہ قرضخواہوں میں حصہ رسدی تقسیم کر کے مقروض دیوالیہ کو اجازت دیدی جاتی ہے۔ کہ ایک سال کے اندر اندر اپنی سبکدوشی کا سرٹیفکیٹ لے لے آج کل زمینداروں کی حالت ایسی ہے۔ کہ انہیں سے اکثر بلکہ ساٹھ ستر فیصدی سے بھی زیادہ اپنے قرضوں سے سبکدوشی اس ذریعہ سے حاصل کر سکتے ہیں۔ پہلے وہ دیوالیہ کی درخواست دینا بدنامی اور بے عزتی کا باعث سمجھتے تھے۔ اب انکو اس بات کا بھی احساس ہو رہا ہے۔ کہ اس میں بے عزتی کی کوئی بات نہیں۔ یہ ایک سخت مجبوری امر ہے۔ اور اس شخص کی اخلاقی جرأت قابل داد ہے۔ جو کہ اپنا قرض ادا نہ کر سکتا ہو۔ اور دیوالیہ کی درخواست دیدے۔ لیکن دیوالیہ کی رو سے یہ ضروری ہے۔ کہ قرضہ کی تعداد پانچسو سے زیادہ ہو۔ ایسے زمینداروں کی تعداد حد سے زیادہ ہے جنکی مقروضیت کا علاج سوائے دیوالیہ کے کچھ نہیں۔ لیکن چونکہ ان کے قرضوں کی تعداد پانچسو سے کم ہے اسلئے جب وہ اپنے قرضے ادا نہیں کر سکتے۔ تو انہیں سول جیلخانے میں جانا پڑتا ہے اگر وہ دیوالیہ کی درخواست دے سکتے۔ تو قرضہ ادا کرسکنے کی وجہ جیلخانے سے بچ جاتے۔ ایسے لوگوں کی تعداد چونکہ حد سے زیادہ ہے۔ اس لئے حکومت کو چاہئیے کہ دیوالیہ ایکٹ دیوالیہ کی درخواست دینے کے لئے پانچسو کے قرضہ کی جو شرط عائد کرتا ہے اسکو دور کر دے۔ اور ہر شخص کو اجازت ہو کہ وہ دیوالیہ کی درخواست دے سکے چاہے اسکا قرض کتنا ہی قلیل ہو جبتک پانچسو روپیہ کی شرط دور کر کے ہر مقروض زمیندار کو دیوالیہ کی درخواست دینے کا حکم نہیں دیا جائیگا مقروضیت کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔

جن لوگوں کی دیوالیہ کی درخواست منظور ہو جائے ان کے لئے یہ نہایت ضروری ہوتا ہے۔ کہ جو میعاد اس امر کے لئے مقرر کی جائے۔ اس کے اندر اندر اپنی سبکدوشی کے سرٹیفکیٹ کے لئے درخواست دیں۔ اور اس کی پیروی کریں اگر وہ درخواست گم ہو جائے۔ تو اس کی ذمہ داری ان کے سر ہوتی ہے۔ اس لئے انہیں درخواست دے کر اس کی پیروی بھی خود کرنی چاہئیے۔

مسلمانوں کو جوڈیشل سروس میں لیا جائے

مسلمانوں کو ان کے تناسب آبادی کے لحاظ سے جوڈیشل سروس میں لیا جائے۔ کیونکہ یہ دردناک امر دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ سود خوار اقوام کے افسر اور قوم اور مقروضین کی غربت سے بھی متاثر ہو کر انصاف نہیں کر سکتے۔ اس کا واحد علاج یہی ہے۔ کہ جوڈیشل سروس میں زیادہ سے زیادہ ایسے اشخاص ہوں جو کہ زمیندار پیشہ ہیں۔ اور خصوصاً مسلمان کیونکہ مقروض بھی اکثر مسلمان ہوتے ہیں۔ اسی طرح آفیشل ریسیور بھی مسلمان مقرر کئے جائیں۔ کیونکہ سود خوار اقوام کے آفیشل ریسیور مسلمانوں کو بہت خراب کرتے ہیں

سود خواروں کے ٹیکس کا خرچ

سود کی آمدنی پر ٹیکس لگا کر جو رقم اس سے وصول ہو وہ زمیندارہ بنکوں کے افتتاح۔ زمینداروں میں امداد باہمی کی تحریک کی توسیع اور گرینگ بنکوں کے افتتاح کے لئے استعمال ہو۔

دورہ کرنے والی دیوانی عدالتیں

انگلستان میں قاعدہ ہے کہ عدالتیں حتیٰ کہ ہائی کورٹ کے جج بھی مقدمات والوں کی سہولت کی خاطر دورہ کرتے رہتے ہیں اور دورے ہی میں مقدمات کے فیصلے مقامی طور پر کرتے ہیں اسی اصول پر پنجاب میں کیا جائے کہ عدالتیں دورہ میں ہی درخواستیں سنیں اور فیصلہ کریں اور جن کو ہدایت ہو کہ ہر ایک قرضہ کے متعلق اس کی ابتداء سے انتہا تک تمام سرگزشت کے متعلق اپنے آپ کو آگاہ کریں اور ڈگری دیتے وقت اس رقم سے زیادہ ایک پیسہ بھی سود نہ دے سکیں۔ جو کہ اس رقم سے زیادہ ہو جو کہ شروع میں قرض دی گئی تھی۔ یہ تجویز بھی آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اجلاس گذشتہ اپریل میں پیش کی گئی تھی۔ اور بالکل باتفاق رائے پاس ہوئی تھی۔

سود اور قرض میں اضافہ

۱۹۲۱ء میں تخمینہ کیا گیا تھا کہ پنجاب کا زراعتی قرضہ سارے صوبہ کی اراضی پر تقسیم کرنے سے فی ایکڑ ۳ روپے کی اوسط نکلتی تھی۔ جن لوگوں کا زراعت پر انحصار تھا۔ ان پر قرضہ تقسیم کیا جائے۔ تو ۷ روپیہ فی کس کی اوسط نکلتی تھی۔ مالک کاشت کنندگان کی اوسط قرضہ ۶۳ ۲۴۶ روپیہ فی کس تھی۔ اور جملہ زراعت پیشہ آبادی کے ۵۰ فی صدی اس سے مقروض تھے۔ بنکنگ انکوائری کمیٹی کے اعداد و شمار کو مدنظر رکھ کر اگر اوسط لگائی جائے تو قرضہ فی ایکڑ ۲۴ روپئے چودہ آنے بنتا ہے۔ جن لوگوں کا زراعت پر انحصار ہے ان کے قرضہ کی مقدار ۱۱۹ روپیہ ۱۴ آنہ فی کس بنتی ہے۔ اور مالک کاشت کنندگان کے قرضہ کی اوسط ۲۰۷ روپیہ بارہ آنہ مسٹر ڈارلنگ نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں جو کہ ۱۹۲۵ء میں چھپی تھی لکھا تھا کہ گذشتہ دس سال کے عرصہ میں پنجاب میں زراعتی قرضہ کی تعداد میں تیس کروڑ کا اضافہ ہوا۔ اسی دس سال کے عرصہ میں انجمن ہائے امداد باہمی نے تین کروڑ قرضہ کی ادائیگی میں مدد دی۔ گویا ان کی امداد سے جو فائدہ ہوا تھا۔ اس سے دس گنا نقصان اس اضافہ سے ہو گیا جس کی وجہ سود در سود کا سسٹم تھا مسٹر ڈارلنگ نے اپنی کتاب میں یہ بھی بیان کیا کہ قرضہ کی تعداد میں اتنا اضافہ پنجاب کی ساری تاریخ میں اس سے پیشتر کسی دس سال کے عرصہ میں نہیں ہوا تھا۔ اور بنکنگ انکوائری کمیٹی کے تخمینہ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ حالت پہلے سے بھی زیادہ خراب ہے کیونکہ اب ۹۰ کروڑ کی بجائے ۱۳۵ کروڑ کا اضافہ ہوا اور پہلے سے زیادہ قلیل عرصہ میں ہوا کیونکہ اجناس کی قیمت اب پہلے کی نسبت تقریباً نصف ہے اس لئے یہ اضافہ اور بھی زیادہ خطرناک ہے۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم تجویز مندرجہ بالا تجاویز کے اس مسئلہ کا کوئی حل نہیں اور حکومت کا اور ہر قوم پرست شخص کا یہ فرض ہے کہ ان تجاویز کے نفاذ کے لئے اپنی انتہائی کوشش کو کام میں لا کر اپنی حب الوطنی کا ثبوت دے۔

انجمن اسلامیہ پونچھ کی قراردادیں

بتاریخ ۸ ماہ ۱۹۳۲ء انجمن اسلامیہ پونچھ کا جلسہ عام جامع مسجد میں منعقد ہوا۔ جس میں حسب ذیل قراردادیں باتفاق آراء پاس ہوئیں۔

(۱) انجمن اسلامیہ پونچھ کے اراکین و ممبران اپنی دیرینہ ارادت و عقیدت کے ساتھ سرکار والا مدار کی وفاداری کا سچے دل سے اظہار کرتے ہیں۔ اور مودبانہ یقین دلاتے ہیں۔ کہ ہمارے جذبۂ وفاداری و عقیدت میں جو ہمیں سرکار والا کی ذات والا صفات اور حکومت سے ہے۔ روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔

(۲) انجمن اسلامیہ پونچھ ان اشخاص کو جنہوں نے پونچھ کی پرامن پرسکون فضا کو فسادات اور غلط پروپیگنڈا کر کے مکدر کیا ہے نہایت نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور ان پر اظہار ناراضگی کرتی ہے۔ کہ ایسے فتنہ پردازوں و شرانگیزوں کو جو دراصل بانی مبانی ہوں۔ انتہائی سزا دی جائے۔ تاکہ آئندہ کسی کو ایسی مذموم حرکت کرنے کی جرات نہ ہو۔

(۳) انجمن اسلامیہ پونچھ جملہ باشندگان پونچھ بہ دانش کے کرنا چاہتی ہے کہ موجودہ فضا ہمارے قومی و ملکی مفاد کے لئے سم قاتل کا اثر رکھتی ہے جس کے نتائج خلق خدا کی بربادی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ اس لئے تمام پونچھ کے معزز و معتقد حضرات سے استدعا کرتی ہے کہ وہ اس بدامنی اور بے چینی کو جو فی زمانہ علاقہ میں پھیلی ہوئی ہے اور جس سے لوگوں پر خوف و ہراس طاری ہے اپنا پورا اثر اور قوت و رسوخ صرف کر کے فرو کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ بدامنی و بے چینی کی بیخ کنی ہو جانے کے بعد پورا پورا سکون و اطمینان ہو جائے۔

(۴) انجمن اسلامیہ پونچھ حکومت کی توجہ اخبارات خصوصاً ویر بھارت و ملاپ کے متواتر بے بنیاد و بے سروپا اور سراسر غلط پروپیگنڈا کی طرف جو مسلمانوں اور حکومت کے خلاف کیا جا رہا ہے مبذول کراتی ہے اور جو موجودہ بے چینی اور بدامنی کی آگ کو بھڑکا کر ہندو مسلم کشیدگی کا باعث ہو جائیگا۔ جس کے متعلق اندیشہ ہے کہ اگر مناسب تدارک نہ کیا گیا۔ تو پبلک اور حکومت کے درمیان مختلف غلط فہمیوں کا موجب ہوگا۔

(۵) ان قراردادوں کی نقلیں سری سرکار والا مدار اور وزیر صاحب کی خدمت میں ارسال کی جائیں اور اخبارات میں شائع کرائی جائیں نیز ان کو چھپوا کر تمام علاقہ پونچھ میں شائع کیا جائے۔

المشتہر پریزیڈنٹ۔ وائس پریزیڈنٹ۔ جنرل سکرٹری و فنانشل سکرٹری انجمن اسلامیہ پونچھ

بانیان جہاد حریت کشمیر کا مذموم رویہ

آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے مظلوم اسلامیان کشمیر کے لئے جس وقت سعی و کوشش شروع کی۔ تو چند ایک غرض شناس مسلمانوں نے اسلامیان ہند کے وفور جوش و خروش کو دیکھ کر روپیہ بٹورنے کا بہترین موقع سمجھ کر ایک علیحدہ تحریک شروع کی۔ اور اعلان کر دیا۔ کہ جیوش رضاکاران مسلم اہل خطہ کو بچانے کے لئے کشمیر پر یورش کریں گے۔ ہر چند انہیں سمجھایا گیا۔ کہ اس جتھے بازی سے ماسوا زحمت کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔ لیکن "احرار" کب ماننے والے تھے۔ ان کا مقصد و مقصود شکم پروری کے سوا اگر کچھ اور ہوتا۔ تو وہ دیکھتے۔ کہ ملت کے سرکردہ اصحاب جن کو ان معاملات کا کافی سے زیادہ تجربہ ہے انہیں ان کی زیاں کاری سے روک رہے ہیں۔ اس لئے انہیں بشمول ان کے ایک مرتبہ تو ان کے قرارداد طریق پر کوشش کرنی چاہئے تھی۔ بخلاف اس کے انہوں نے ان کو لعن طعن کرنا شروع کیا۔ اور عامۃ الناس کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عام مسلمان جو کشمیر میں غریب مسلمانوں پر جبر و تشدد کی گرم بازاری دیکھ کر ماہی بے آب کی طرح بے تاب تھے۔ وہیں جوق در جوق قربانی دینے کے لئے بڑھے مسلمانوں نے باوجود اپنی مالی پست حالی کے جی کھول کر چندے دیئے۔ اس جتھے بازی سے جو ہولناک نتائج مترتب ہوئے۔ ان سے ہر کس و ناکس آشنا ہے۔ کئی ایک رضاکار شہید ہوئے۔ اور کئی ایک جیلوں میں پڑے سڑ رہے ہیں۔ بالآخر جتھے بازی ان کو بند کرنی پڑی بعد بیرونی جیوش کی معیت دیکھ کر مسلمانان کشمیر نے احتجاج کیا۔ اس لئے حالات پرامن ہو کر پھر بگڑ گئے۔ مسلمانوں پر بار دیگر جبر و تشدد شروع ہوا جو اب تک بڑے زور شور سے جاری ہے۔ راجوری۔ میرپور۔ کوٹلی۔ مظفر آباد اور دیگر اضلاع کشمیر میں مسلمانوں پر قیامت کا ستم آرائیاں ہو رہی ہیں۔ لیکن اس وقت احرار خاموش ہیں۔ اور ادہر کا رخ نہیں کرتے (سیاست ۲۷ فروری)

بارہ مارچ کو

آپ کا پہلا فرض

یہ ہوگا۔ کہ آپ اپنی ضرورت کی تمام ادویات کا آرڈر پہلی ڈاک میں ڈال دیں یا جتنی رقم کا چاہیں منی آرڈر کردیں!

کیونکہ ایسا کرنے سے آپ کو تمام ادویات و کتب

نصف قیمت پر مل سکتی ہیں!

جب تک آپ کا جمع شدہ روپیہ ختم نہ ہو ملتی رہیں گی

نوٹ:۔ امرت دھارا اور اس کے مرکبات اور کشتہ سونا صرف ½ پر دیئے جائینگے!

فہرست ادویات، رسالہ امرت اور رسالہ امراض مخصوصہ مرداں مفت طلب کیجیئے۔ اور ضرورت کی ادویات پوسٹ کر دیجیئے!!

ڈاک یا تار کیلئے پتہ:۔ **امرت دھارا ۔ لاہور**

المشتہر

منیجر امرت دھارا فارمیسی۔ امرت دھارا بلڈنگس، امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور

عراق ریلوے

اسلام کے مقدس مقامات نجف۔ کربلا۔ بغداد۔ کاظمین اور سمارہ کی زیارت کے لئے عراق ریلوے سب سے زیادہ آرام دہ سب سے زیادہ کم فاصلہ۔ اور سب سے زیادہ کم خرچ راستہ ہے کہ۔ مدینہ اور مشہد کو جاتے ہوئے یا واپس آتے ہوئے عراق کے مقدس مقامات کی زیارت کریں۔ اور اس طرح دو مختلف زیارتوں کے اخراجات بچائیں۔ زائرین کے لئے خاص سہولتیں اور تخفیف شدہ کرائے رکھے گئے ہیں۔ سپیشل کوپن ٹکٹ جو نوّے یوم کے لئے قابل استعمال ہوتے ہیں۔ اور جن کے ساتھ پچاس کلو وزن بھی لیجایا جاسکتا ہے۔ حسب ذیل شرح پر دستیاب ہو سکتے ہیں۔

بصرہ سے کربلا۔ وہاں سے کاظمین۔ بغداد۔ اور واپسی بصرہ سیکنڈ کلاس -/۸/۶۳ تھرڈ کلاس -/۸/۲۷ مذکورہ بالا سفر میں اگر سمارہ اور وہاں سے واپسی بھی شامل کی جائے۔ تو سیکنڈ کلاس -/۸/۷۲ تھرڈ -/۸/۲۰ تین سال سے کم عمر کے بچے مفت اور ۱۲ سال سے کم عمر کے لئے نصف کرایہ عراق کے کسی اسٹیشن تک جانے اور آنے کے لئے یکطرفہ ٹکٹ بھی مل سکتے ہیں بصرہ سے کربلا بیس گھنٹہ کا راستہ ہے۔ اور بصرہ سے بغداد ۲۴ گھنٹہ کا راستہ تمام اہم مقامات مقدسہ کے درمیان روزانہ ریل گاڑیاں چلتی ہیں بغداد سے براستہ موصل (نبی یونس) نصیبین۔ البیپو تک کیپرز ہار سے استنبول براستہ دمشق۔ یروشلم۔ پورٹ سعید۔ قاہرہ اور سویز سے جدہ۔ مکہ۔ مدینہ۔ جانے کے لئے اول اور دوم درجہ کے مسافروں کے لئے ہفتہ میں دوبارہ مشترکہ گاڑی اور موٹر سروس کا انتظام ہے۔ ٹکٹ۔ مفت پمفلٹ۔ اور تمام معلومات حسب ذیل پتوں پر دریافت کی جاسکتی ہیں:۔

(۱) مولوی محمد باقر جی حاجی دیوجی کا مسافرخانہ جیل روڈ عمر کھادی بمبئی

(۲) مسٹر اے۔ اے لوبیا کوئی دادا۔ مانڈوی بمبئی۔

(۳) آنریری سکریٹری فیض پنجتنی۔ پالاگلی بمبئی

(۴) مسٹر حبیب حاجی رحمتہ اللہ۔ کھارادر کراچی

(۵) مسٹر عبدالعلی علیجی۔ نپیر روڈ کراچی

(۶) آنریری سیکرٹری فیض پنجتنی گوڈی گارڈن کراچی

یا

دی ایجنٹ گورنمنٹ ریلویز

عراق امر چند بلڈنگ بیلرڈ سٹیٹ بمبئی

ضرورت رشتہ

یو۔پی کے ایک نہایت ہی شریف احمدی خاندان کی ایک لڑکی اور لڑکے کے لئے فوراً رشتوں کی ضرورت ہے:۔

اول۔ لڑکی عمر ۱۷ سال خوبصورت۔ تندرست۔ دیندار اور اعلیٰ اردو و انگریزی تعلیم یافتہ امور خانہ داری سے واقف ہے لڑکا برسر روزگار صاحب جائداد یا اعلیٰ تعلیم پاتا ہو۔ اور اچھے تعلیم یافتہ خاندان سے احمدی مبلغ ہو۔

دوم۔ لڑکا عمر ۲۴ سال علیگڑھ یونیورسٹی کا ایم۔اے پاس ہے اور فی الحال ایک سو دس روپیہ ماہوار پر پروفیسر ہے۔ آئندہ انشاءاللہ ہر قسم کی اعلیٰ ترقی کا امیدوار ہے۔ خوش خلق۔ بلند قد اور مخلص نوجوان ہے۔ لڑکی اچھی تعلیم یافتہ۔ خوبصورت عمدہ صحت اور آسودہ گھرانے کی مطلوب ہے۔ خط و کتابت پتہ ذیل پر کریں:۔

خاکسار عبدالحکیم احمدی۔ ہیڈ کوارٹرز

رائل ایر فورس نئی دہلی

محافظ اٹھرا گولیاں

(رجسٹرڈ)

اٹھرا کیا ہے؟

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ عوام اسے اٹھرا اور اطباء اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے سیدنا حضرت نورالدین اعظم شاہی طبیب کی ایجاد کردہ معجون جو ہزارہا لوگوں کی مجرب و آزمودہ گذشتہ نصف صدی سے زیر استعمال ہے۔

محافظ اٹھرا گولیاں

اکسیر کا حکم رکھتی ہیں:۔ ان سے ہزارہا اجڑے ہوئے گھر آباد ہو گئے بے چراغ گھر روشن اور صدمہ خوردہ دکھی اور مایوس دل شگفتہ اور ڈھارس حاصل کر چکے ہیں۔ ان اکسیر صفت مقبول و تیر بہدف گولیوں کے استعمال سے بچہ خوبصورت۔ ذہین۔ تندرست۔ اٹھرا کے تمام اثرات سے بچا ہوا۔ عمر طبعی کو پہنچنے والا اور صحیح و سلامت پیدا ہوگا۔ یہ گولیاں کیا ہیں؟ قدرت خدا کا زندہ کرشمہ ہیں۔ آزمائش شرط ہے مشک آنست کہ خود ببوید:۔ قیمت فی تولہ ۲ (مکمل خوراک گیارہ تولہ) یکمشت منگوانیوالے سے اکبر روپیہ فیتولہ۔ علاوہ محصولڈاک لیا جائیگا۔ استعمال شروع حمل سے آخیر رضاعت تک

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

— پریس آرڈی نینس کے ماتحت حکومت پنجاب نے معزز معاصر "انقلاب" اور اس کے پریس سے اڑھائی اڑھائی ہزار کی ضمانتیں طلب کی ہیں۔ وجہ یہ بتائی ہے۔ کہ کشمیر کے متعلق بعض غیر صحیح واقعات شائع کئے گئے ہیں۔ اسی سلسلہ میں ہندو اخبار ملاپ اور اس کے پریس سے ۲-۲ ہزار کی اور اخبار کشمیری اور اس کے پریس سے دو دو ہزار کی ضمانتیں طلب کی گئی ہیں :-

— گول میز کانفرنس کی مشاورتی کمیٹی نے ۲۵ فروری کے اجلاس میں مختلف صوبجات کے باشندوں کے مجلسی اور تجارتی حقوق میں امتیاز کے اصول کو تسلیم کیا۔ لیکن تفاصیل کو ملتوی کر دیا گیا۔ نیز فیصلہ کیا گیا۔ کہ کسی شخص کا مذہب تبدیل کر لینا اسے مجلسی اور شہری حقوق سے محروم نہیں کریگا اور نہ ہی وہ اس وجہ سے کسی قسم کی سزا کا مستوجب ہوگا۔ اقلیتوں کو اپنی مجالس قائم کرنے اور اپنے مذہب اور زبان میں اپنی رسوم ادا کرنے کا حق ہوگا۔ اچھوتوں کے متعلق مجلسی یا سیاسی حقوق میں کسی قسم کا امتیاز خلاف قانون ہوگا۔

— مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی مولوی احمد علی لاہوری اور دو اور احراری مولویوں سے فرقہ وارانہ تقریروں کے الزام میں ایک سال کے لئے دس دس ہزار کی نیک چلنی کی ضمانتیں طلب کی گئیں۔ چونکہ انہوں نے داخل کرنے سے انکار کیا۔ اس لئے ایک ایک سال قید سخت کی سزا دی گئی۔ اور سی کلاس میں رکھا گیا۔

— الہ آباد میونسپلٹی نے ریزولیوشن پاس کیا تھا۔ کہ بلدیہ کی عمارت پر کانگرسی جھنڈا لہرایا جائے۔ کلکٹر نے چونکہ اس کی اجازت نہیں دی۔ اس لئے کئی ممبروں نے بطور پروٹسٹ استعفے داخل کر دئے ہیں۔

— اخبار پرتاپ کانپور سے بھی آرڈی نینس کے ماتحت دو ہزار کی ضمانت طلب کی گئی ہے۔

— یو۔ پی کونسل نے ایک ریزولیوشن میں گورنمنٹ ہند سے درخواست کی ہے کہ ملک کے سرکردہ لیڈروں کی میٹنگ منعقد کی جائے۔ جو ملک کی مختلف جماعتوں میں فرقہ وار سمجھوتہ کے ذرائع سوچے۔

— ۲۵ فروری کو اسمبلی میں بیان دیتے ہوئے سر جارج رینی نے ریلوے کا جو بجٹ پیش کیا۔ اس میں بتایا کہ اس سال اس محکمہ کو ۷½ کروڑ روپیہ کا نقصان ہوا ہے

— گول میز کانفرنس کے موقعہ پر اچھوتوں کے مسلمہ لیڈروں نے مسلمانوں کے ساتھ جو سمجھوتہ کیا تھا۔ وہ ہندوؤں کے لئے سوہان روح ہو رہا ہے۔ اور اس کے اثر کو کم کرنے کے لئے وہ نہایت مضطربانہ حرکات کر رہے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر مونجے نے بذریعہ تار وزیر اعظم کو اطلاع دی ہے کہ ایک اچھوت لیڈر نے ان سے سمجھوتہ کیا ہے۔ کہ اچھوت مخلوط انتخاب کے خواہاں ہیں۔

— ۲۵ فروری کو کونسل آف سٹیٹ میں چیف سیکرٹری نے ایک سوال کے جواب میں کہا۔ ۳۱ جنوری ۱۹۳۲ء تک ہندوستان میں دہشت انگیزی کے ۱۳ مہلک واقعات ہوئے سول نافرمانی کے سلسلہ میں ۹۸۰۴۶ اور تحریک کشمیر کے سلسلہ میں ۲۰۳۱۱ آدمی جیلوں میں جا چکے ہیں۔ طلائی سٹینڈرڈ کے ترک کرنے کے بعد سے آج تک ۴۹ کروڑ روپیہ کا سونا باہر بھیجا جا چکا ہے۔ :-

— لندن سے ۲۴ فروری کی اطلاع ہے کہ دس ہزار بیکار مزدوروں نے جمع ہو کر جلسہ کیا۔ اور جھنڈے وغیرہ لے کر دار العوام کے ارد گرد جمع ہو کر ارکان کے ساتھ ملاقات پر مصر ہوئے۔ آخر پولیس نے انہیں منتشر کر دیا۔ برسٹل میں بھی بیکاروں کے ایک ہجوم نے شہر کے درمیان سے گذرنے کی کوشش کی۔ اور پولیس کی طرف سے مزاحمت پر اینٹیں اور لوہے کی سلاخیں برسانی شروع کر دیں۔ پولیس کو مجبوراً گولی چلانی پڑی۔ جس سے تیس اشخاص مجروح ہوئے۔

— نئی دہلی سے ۲۴ فروری کی خبر ہے یہ افواہ عام ہے۔ کہ حضور نظام نے حکومت ہند کو برار کی واپسی پر رضامند کر لیا ہے۔ اور وہ سلطنت آصفیہ کا اسی طرح ایک خود مختار صوبہ ہوگا۔ جس طرح برطانوی ہند کے صوبجات حکومت برطانیہ کے ماتحت ہوں گے۔ اور وہاں وہی نظام اساسی نافذ ہوگا۔ جو دیگر برطانی صوبوں میں اصلاحات کی رو سے نافذ ہوگا۔ برار کا گورنر خود حضور نظام مقرر کیا کریں گے۔ اور وہ انہی کے ماتحت سمجھا جائیگا۔ :-

— مسٹر مارٹن پرنسپل اسلامیہ کالج پشاور۔ راجہ نریندر ناتھ۔ ڈاکٹر محمد صدر الدین پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین۔ اور رانا عبد الحمید خاں ایم۔ اے پرنسپل گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج شاہ پور ۱۶ مارچ ۱۹۳۲ء سے پنجاب یونیورسٹی کے فیلو مقرر ہوئے ہیں۔

— اسمبلی کی طرف سے حضور نظام کو جو دعوت دینے کی تجویز تھی۔ اس میں قومی جماعت کے لیڈر سر ہری سنگھ گور کا نام بھی شامل تھا۔ لیکن ہندوؤں کی تنگ نظری اور افسوسناک ذہنیت کا یہ عالم ہے۔ کہ انہوں نے نہ صرف خود اس دعوت کی مخالفت کی۔ بلکہ یہاں تک کہا۔ کہ اگر سر موصوف اپنا نام واپس نہ لیں گے۔ تو انہیں لیڈری سے علیحدہ کر دیا جائیگا۔ چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ وہ نام واپس لینے پر طیار ہیں

— کمشنر راولپنڈی نے ریاست جموں سے ملحقہ علاقہ ضلع گجرات اور صوبہ جموں کے علاقہ جات بھمبر اور کوٹلی وغیرہ کا دورہ کیا۔ ہر جگہ امن وامان ہے اور کسی جگہ خللِ امن یا تشویش کا کوئی خطرہ نہیں۔

— ۱۳ مارچ ۱۹۳۰ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۳۱ء تک پوسٹ آفس کے ڈیڈ لیٹر آفس میں جو لاوارث خطوط موصول ہوئے۔ ان کو کھولنے پر ان میں سے ۷½ لاکھ روپیہ کی مالیت کے ٹکٹ۔ نوٹ۔ وغیرہ برآمد ہوئے۔

— ۲۵ فروری کو میرٹھ پولیس نے انقلابی لٹریچر کی تلاش میں بیک وقت ایک سو دس تلاشیاں لیں۔ لیکن کوئی قابل اعتراض چیز برآمد نہ ہوئی۔

— سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ مسٹر سالسبری سول برٹش افسر متعینہ میرپور کی اطلاع کے مطابق اس علاقہ میں ۱۲۱ مکانات جلائے اور ۱۲۹ لوٹے گئے۔ عصمت دری یا جبری تبدیلی مذہب کی ایک بھی شکایت نہیں معلوم ہوئی۔

— ڈاکٹر مونجے کو جو سوجھتی ہے نئی سوجھتی ہے آپ نے اعلان کیا ہے کہ فرقہ وار مسئلہ کا حل لیگ آف نیشنز کے ذریعہ کرانا چاہیئے۔ حکومت کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیئے

— یہ خبر دی جا چکی ہے کہ ہندو سبھا نے کسی نہ کسی طرح مسٹر ایم۔ سی راجہ کو اپنے جال میں پھانس کر اور اسے اچھوتوں کا نمائندہ قرار دیکر اس سے ایک سمجھوتہ کیا ہے اس پر سیکرٹری صاحب آدھرم منڈل پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ مسٹر راجہ ہرگز ہرگز اچھوتوں کا نمائندہ نہیں۔

— ۲۷ فروری کو سکھوں کا ایک وفد وائسرائے کے پاس گیا۔ اور شورش کشمیر میں سکھوں پر مفروضہ مظالم کی داستان سنا کر کے درخواست کی کہ مناسب تدارک کیا جائے۔ گوردوارے ازسرنو تعمیر کرائے جائیں۔ اور سکھوں کو اپنے مکانات میں سکونت پذیر کیا جائے۔ وائسرائے نے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے کہا کہ ان کی درخواست حکومت پنجاب اور حکام کشمیر کو بھیجدی جائے گی۔

— ۲۷ فروری کو اسمبلی کے ارکان کی بڑی بھاری تعداد نے حضور نظام کو اسمبلی گارڈنز میں ایٹ ہوم دیا۔

— سر کے وی۔ ریڈی جنوبی افریقہ میں حکومت ہند کے ایجنٹ [illegible]

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلیشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا